Regd No E.P.67

رجسٹرڈ نمبر ای پی ۶۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے
ششماہی ۵۰-۳ روپے
ممالک غیر ۵۰-۷ روپے
فی پرچہ ۱۲ نئے پیسے۔

جلد ۷ | ۱۸ تبوک ۱۳۳۷ ہش | ۳ ربیع الاول ۱۳۷۸ھ | ۱۸ ستمبر ۱۹۵۸ء | نمبر ۲۶

انسان کی حفاظت کا اصل ذریعہ دعا ہے

"دعا کو مضبوطی سے پکڑو پھر اللہ تعالیٰ ساری مشکلات کو آسان کر دے گا"

اہمیت و حقیقت دعا کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلمات طیبات

دعا میں بڑی قوت

"دعا میں خدا تعالیٰ نے بڑی قوتیں رکھی ہیں خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار بذریعہ الہامات کے یہی فرمایا ہے کہ جو کچھ ہو گا دعا ہی کے ذریعہ سے ہو گا۔ ہمارا ہتھیار تو دعا ہی ہے۔ اور اس کے سوائے کوئی ہتھیار میرے پاس نہیں۔ جو کچھ ہم پوشیدہ مانگتے ہیں خدا اس کو ظاہر کر کے دکھا دیتا ہے۔... دعا سے بڑھ کر کوئی ہتھیار نہیں"۔

ساری نصائح قرآنی کا مغز دعا ہے

اکتوبر ۱۹۰۲ء فرمایا:-

"یاد رکھو کہ انسان کی بڑی سعادت اور اس کی حفاظت کا اصل ذریعہ دعا ہی ہے۔ یہی دعا اس کے لئے پناہ ہے۔ اگر وہ ہر وقت اس میں لگا رہے۔ یہ بھی یقیناً سمجھو کہ یہ ہتھیار اور نعمت صرف اسلام ہی میں دی گئی ہے۔ دوسرے مذاہب اس عطیہ سے محروم ہیں۔ آریہ لوگ بھلا کیوں دعا کریں گے جبکہ ان کا یہ اعتقاد ہے کہ تناسخ کے چکر میں سے ہم نکل ہی نہیں سکتے اور کسی گناہ کی معافی کی کوئی امید ہی نہیں ہے ان کو دعا کی کیا حاجت اور کیا ضرورت اور اس سے کیا فائدہ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آریہ مذہب میں دعا ایک بے فائدہ چیز ہے اور پھر عیسائی دعا کیوں کریں گے جبکہ وہ جانتے ہیں کہ دوبارہ کوئی گناہ بخشا نہیں جاوے گا کیونکہ مسیح دوبارہ تو مصلوب ہو ہی نہیں سکتا۔ پس یہ خاص اکرام اسلام کے لئے ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہ امت مرحومہ ہے۔ لیکن اگر آپ ہی اس فضل سے محروم ہو جائیں اور خود ہی اس دروازہ کو بند کر دیں۔ تو پھر کس کا گناہ ہے جب ایک حیات بخش چشمہ موجود ہے اور آدمی ہر وقت اس سے پانی پی سکتا ہے۔ پھر بھی اگر کوئی اس سے سیراب نہیں ہوتا ہے تو خود طالب موت اور نشانہ ہلاکت ہے اس صورت میں تو چاہیئے کہ اس پر منہ رکھدے اور خوب سیراب ہو کر پانی پی لیوے۔ یہ میری نصیحت ہے جس کو میں ساری نصائح قرآنی کا مغز سمجھتا ہوں۔ قرآن شریف کے تیس پارے ہیں اور وہ سب کے سب نصائح سے لبریز ہیں۔ لیکن ہر شخص نہیں جانتا کہ ان میں وہ نصیحت کونسی ہے جس پر اگر مضبوط ہو جائیں اور اس پر پورا عملدرآمد کریں تو قرآن کریم کے سارے احکام پر چلنے اور ساری منہیات سے بچنے کی توفیق مل جاتی ہے مگر میں تمہیں بتلاتا ہوں کہ وہ کلید اور قوت دعا ہے۔ دعا کو مضبوطی سے پکڑو۔ میں یقین رکھتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ پھر اللہ تعالیٰ ساری مشکلات کو آسان کر دے گا لیکن مشکل یہ ہے کہ لوگ دعا کی حقیقت سے ناواقف ہیں اور وہ نہیں سمجھتے کہ دعا کیا چیز ہے۔ دعا یہی نہیں کہ چند لفظ منہ سے بڑبڑائے یہ تو کچھ بھی نہیں۔

حقیقت دعا

دعا اور دعوت کے معنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی مدد کے لئے پکارنا اور اس کا کمال اور مؤثر ہونا اس وقت ہوتا ہے جب انسان کمال درد دل اور سوز کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے اور اس کو پکارے ایسا کہ اس کی روح پانی کی طرح گداز ہو کر آستانۂ الٰہی کی طرف بہہ نکلے۔ یا جس طرح کوئی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے اور وہ دوسرے لوگوں کو اپنی مدد کے لئے پکارتا ہے۔ تو دیکھتے ہو کہ اس کی پکار میں کیا انقلاب اور تغیر ہوتا ہے اس کی آواز میں وہ درد بھرا ہوا ہوتا ہے جو دوسروں کے رحم کو جذب کرتا ہے۔ اسی طرح وہ دعا جو اللہ تعالیٰ سے کی جائے اس کی آواز اس کا لب و لہجہ اور ہی ہوتا ہے۔ اس میں وہ رقت اور درد ہوتا ہے جو الوہیت کے چشمہ رحم کو جوش میں لاتا ہے۔ اس دعا کے وقت آواز ایسی ہو کہ سارے عضو اس سے متاثر ہو جائیں اور زبان میں خشوع خضوع ہو دل میں درد اور رقت ہو۔ اعضاء میں انکسار اور رجوع الی اللہ ہو۔ اور پھر سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم پر کامل ایمان اور بڑی امید ہو۔ ایسی حالت میں جب آستانۂ الوہیت پر گرے گا نامراد واپس نہ ہو گا۔ چاہیئے کہ اس حالت میں بار بار حضور الٰہی میں عرض کرے کہ میں گنہگار ہوں اور کمزور ہوں۔ تیری دستگیری اور فضل کے سوا کچھ ہو نہیں سکتا۔ تو آپ رحم فرما اور مجھے گناہوں سے پاک کر کیونکہ تیرے فضل و کرم کے سوا کوئی اور نہیں ہے جو مجھے پاک کرے۔ جب اس قسم کی دعا میں مداومت کرے گا۔ اور استقلال اور صبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل اور تائید کا طالب رہے گا تو کسی نامعلوم وقت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور اور سکینت اس کے دل پر نازل ہو گی۔ جو دل سے گناہ کی تاریکی کو دور کریگی۔ اور غیب سے ایک طاقت عطا ہو گی جو گناہ سے بیزاری پیدا کریگی۔ اور وہ ان سے بچیگا اس حالت میں دیکھے گا کہ میرا دل جذبات اور نفسانی خواہشوں کا ایسا اسیر اور گرفتار تھا۔ گویا ہزاروں ہزار زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ جو بے اختیار اسے کھینچ کر گناہ کی طرف لے جاتے تھے۔ ایک دفعہ وہ سب زنجیر ٹوٹ گئے ہیں۔ اور آزاد ہو گیا ہے۔ اور جیسے پہلی حالت میں گناہ کی طرف ایک رغبت اور رجوع تھا۔ اس حالت میں وہ محسوس اور مشاہدہ کرے گا کہ وہی رغبت اور رجوع اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ گناہ سے محبت کی بجائے نفرت اور اللہ تعالیٰ سے وحشت اور نفرت کی بجائے محبت اور کشش پیدا ہو گی۔

(سیرت مسیح موعود صفحہ ۸۲ تا ۸۴)

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۲ ستمبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ اطلاع مظہر ہے کہ:-

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمد للہ

- احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

کراچی۔ محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل کو تانگہ سے گرنے کی وجہ سے چوٹیں آئی ہیں اور پانچویں پسلی پر معمولی فریکچر ہے احباب کرام مولانا صاحب موصوف کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

قادیان ۱۱ ستمبر۔ آج چار بجے کی گاڑی محترم مولوی عبدالرحمن صاحب فاضل امیر قادیان مع اہل و عیال ربوہ سے بخیریت واپس تشریف لے آئے۔

- آج بعد نماز عشاء مسجد اقصیٰ میں مجلس خدام الاحمدیہ مقامی کا ماہانہ جلسہ ہوا۔

قادیان ۱۵ ستمبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیر و عافیت سے ہیں۔ الحمد للہ

کرتا ہوں دل و جان سے اکرام محمد

(از محترم جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ)

مذہب مرا اسلام ہے اسلام محمد
کرتا ہوں دل و جان سے اکرام محمد

ہر وقت مرے دل میں ہے اعظام محمد
ہر وقت زباں پر ہے جری نام محمد

ہر وقت رہے ذکر خداوند رسالت
یہ صبح محمد ہے یہی شام محمد

ہر وقت ہے خمخانۂ توحید میں ڈیرا
پی پی کے میں جیتا ہوں سبوئے جام محمد

ہے احمد و محمود کو جو جلوہ نمائی
یہ سامنے لے آئی ہے ایام محمد

اطفال ہیں اللہ کے پیارے ہیں وہ سارے
جو دین کے انصار ہیں خدام محمد

ہے زیر زمیں دفن کہیں عیسیٰ مریم!
اور سدرۂ ارفع کے قریں بام محمد

اکملت لکم دینکم آیا ہے جو اکمل
مژدہ ہے پئے نعمت اتمام محمد

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پبلشر نے ہلال آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان ---- مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۵۸ء

وقت کی پکار

۱۶ ستمبر کو ملک کے طول و عرض میں شری کرشن جی مہاراج کا جنم دن بڑے اہتمام سے منایا گیا۔ اس موقعہ پر ہر کرشن بھگت نے اپنے اپنے رنگ میں آپ سے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کیا۔ اخبارات نے جنم اشٹمی نمبر شائع کئے۔ مضمون نگاروں نے آپ کی سیرت و سوانح کو الفاظ کے جامہ میں ڈھالنے کی کوشش کی۔ اور شعراء نے اپنے جذبات و خیالات کو نظم کیا۔ اس طرح کے اظہار خیال سے کم سے کم یہ تو معلوم ہوگیا کہ باوجود لامذہبیت کے شدید حملہ کے مذہب پسند طبقہ کے دلوں میں تاحال روحانیت طلبی کی چنگاری برابر سُلگ رہی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ طبقہ جب ایک طرف بزرگوں کی پاک تعلیمات پر غور کرتا ہے۔ اور دوسری طرف اپنے ہی بگڑے ہوئے حالات پر نظر کرتا ہے۔ تو اُسے زمین و آسمان کا فرق نظر آتا ہے چنانچہ اس موقعہ پر اخبار پرتاپ جالندھر کا جنم اشٹمی نمبر شائع ہوا اس میں ایک مضمون نگار نے اپنے مضمون میں اسی قسم کا تجزیہ کیا ہے۔ چنانچہ مضمون نگار نے پہلے تو بھگوت گیتا کی تعلیم کا ایک حصہ ان الفاظ میں نقل کیا:-

"بھگوان کرشن نے گیتا کے تیسرے ادھیائے شلوک نمبر ۳۲ میں ارجن کو کہا ہے کہ

جو لوگ میرے دیئے ہوئے گیان پر مکتہ چینی کریں گے اور عمل نہیں کریں گے ایسے مورکھ لوگ ناشی ہوتے رہیں گے۔"

پھر لکھا ہے۔

"جو قوم اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر نہیں چلتی ان کی پوجا نہیں کرتی اور ان کا غلط روپ دنیا کے سامنے رکھتی ہے وہ اس ایمان کے کارن نسل بہ نسل کمزور ہوکر تباہ ہو جاتی ہے۔ ذلت اور تنزل سے سوا اس کے سامنے کوئی راستہ نہیں ہوتا .... بھگوان کرشن کا جیون عوام کی سیوا، پرُوپکار اور گیان کی پرُاپتی تھی ہم نے اس کو بھول کر صرف دولت ہی اکٹھی کرنا شیوہ بنا لیا ہے۔ اور اس میں اس قدر دلبستہ ہوگئے ہیں کہ سماج اور دیش کو قطعی فراموش کر دیا ہے۔ دوکانداری اور سٹہ بازی ہمارے جیون کا سب سے بڑا دھرم ہے اور گیان پرُاپتی کی طرف ہماری توجہ ہی نہیں رہی ...... ہم نے گیتا استیہ کی پوجا کرنے اور ناشوان چیزوں سے من لگانے میں ماہر ہو گئے ہیں بسشر دھا اور ستیہ کا کہیں نام نظر نہیں آتا بلکہ دان تپ جوا مرجیون اور مکتی دینے والے ہیں ہم کو اچھے نہیں لگتے۔ خواہشات نفسانی جو اگیان تا اور اندھکار کے گڑھے میں انسان کو دھکیلتے ہیں ان کو ہم نے اپنے جیون کا بلکش بنا رکھا ہے۔ یہ موت کا راستہ ہے جیون کا نہیں یہ ہم کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑنے کا کارن بنے گا۔"

مضمون کے آخر میں مضمون نگار نے جہاں شری کرشن جی کی تعلیم پر صحیح رنگ میں عمل کرنے کی تلقین کی ہے وہاں مذہبی اور اخلاقی تعلیم کو سکولوں میں رائج کرنے پر زیادہ زور دیا ہے تاکہ نئی پود ایسی ضروری تعلیم سے واقف و آگاہ ہو کر اس بے دینی کا مقابلہ کر سکے جس کا تند سیلاب نہایت بھیانک صورت میں تیزی سے بڑھتا چلا آ رہا ہے۔

جہاں تک اخلاقی اور روحانی گراوٹ کا تعلق ہے۔ یہ صورت حال ہندو جاتی سے ہی مخصوص نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت ساری ہی دنیا ہی خطرناک بگاڑ کی طرف بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ اور جس طور سے بے راہ روی کا دور دورہ ہے اس میں کسی ایک قوم کی تخصیص نہیں اس وقت یہ سوال ہی نہیں کہ کسی قوم میں کون کونسی خرابی راہ پا چکی ہے بلکہ یہ سوال ہے کہ کس کس خوبی پر وہ قائم نظر آتی ہے؟ اُن قوموں کی خستہ حالت کا تو ذکر ہی کیا جن کے پاس نہ کوئی مذہبی کتاب ہے اور نہ کوئی دوسرا ہدایت کا سامان۔ اگر بگڑ گئیں اور اُن کے اخلاق کا دیوالہ نکل گیا تو چنداں جائے افسوس نہیں زیادہ قابل افسوس حالت تو اُن قوموں کی ہے۔ جن کو آسمانی ہدایت ملی اور وہ اُس کی مشنوا نہ ہوئیں!!

خدا ان مقدس کتابوں کو کھولئے اور ہر مذہب کے پیرووں کی عملی تصویر کا جائزہ لیجئے۔ اول تو مرور زمانہ سے قدیم مذہب کی تعلیمات کا حلیہ ہی بگاڑ کر رکھ دیا گیا ہے۔ اور جو کچھ رہی سہی شکل ہے اس پر پورے ہی نہیں اُترتے۔ اور جس آخری قوم کو اپنی تعلیم کے بجنسہٖ محفوظ رہنے کا دعوےٰ ہے۔ اس کے نام لیوا بھی آج اس زندگی بخش تعلیم سے کوسوں دور پڑے ہیں!!

اپنے ہی نوع کے ساتھ ہمدردی و مواسات جو اس کے لئے ایثار و قربانی کا نمونہ تھا۔ اور جو تمام مذاہب کی مشترکہ تعلیم تھی اور انسانیت کا خاصہ۔ اس کی جگہ جھوٹ فریب، دغا، ظلم، تعدی اور لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہے۔ نوع انسان کی محبت کی جگہ مال کی محبت اس قدر بڑھ گئی ہے کہ ہر شخص اپنے ارد گرد زیادہ سے زیادہ دولت کو جمع کر لینا چاہتا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ وہ جائز ذرائع سے حاصل ہوتی ہے یا ناجائز وسائل سے جب انسانی زندگی کا مقصود ہی زرطلبی قرار پایا تو پھر جائز و ناجائز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ شرم و حیا، بڑوں کا ادب بزرگوں کا احترام ماں باپ کی خدمت وغیرہ تمام اخلاق کریمانہ قصۂ پارینہ ہو کر رہ گئے ہیں۔ اور روحانی تعلیمات پس پشت ڈال دی گئیں ہیں۔ گویا ان سے انسان کا کچھ سروکار ہی نہ تھا!!

دنیا کی اس ابتر حالت کو دیکھ کر طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا دنیا اس طرح بگڑتی ہی چلی جائے گی۔ اس کی اصلاح اور درستی کا کوئی وقت نہ آئے گا۔ سو واضح ہو کہ جملہ مذاہب کی مقدس کتابوں میں اس خوفناک تاریک زمانہ کے آنے کی کسی نہ کسی رنگ میں قبل از وقت خبر دی گئی ہے اور ہر مذہب نے اپنے پیرووں کو اس سے متنبہ کیا ہے اور ساتھ ہی مقدس صحیفوں میں اس امر کی خوشخبری بھی موجود ہے کہ سرچشمۂ ہدایت کی طرف سے دنیا کی اصلاح اور ہدایت کا سامان ایک مقدس روحانی وجود کے ذریعہ کیا جائیگا چنانچہ ہر قوم اپنے اپنے رنگ میں اس وقت کسی مصلح کی راہ تک رہی ہے۔ چنانچہ بھگوت گیتا میں شری کرشن جی مہاراج نے ارجن کو جو ضروری اُپدیش دیا وہ کچھ اس طرح پر ہے:-

" جب کبھی دھرم کا ناش ہونے لگتا ہے اور ادھرم کی زیادتی ہونے لگتی ہے تب میں اوتار دھارن کیا کرتا ہوں نیکوں کی حفاظت گنہگاروں کی سرکوبی اور دھرم کو قائم کرنے کے لئے میں اوتار لیا کرتا ہوں"۔

اور عجیب بات یہ ہے کہ پانچ ہزار سال کا لمبا عرصہ گذر جانے کے باوجود آپ کی قوم اس وعدے کو اب تک نہیں بھولی بلکہ وقتاً فوقتاً اس کا تذکرہ ہوتا ہی رہتا ہے۔ چنانچہ اس جنم اشٹمی کے موقعہ پر اخبار پرتاپ کا جو خاص نمبر شائع ہؤا۔ تو ہندو شعراء کے تازہ کلام میں خصوصیت سے اس وعدے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ (احباب کی دلچسپی کیلئے ان شعراء کے کلام سے چیدہ چیدہ اشعار استغفار اسی پرچہ میں دوسری جگہ نقل کئے گئے ہیں) بہرحال منقولہ بالا اقتباس اور ہندو شعراء کا یہ کلام درحقیقت وقت کی اصل پکار ہے۔ جو دکھی دنیا کی ناگفتہ بہ حالت کو دیکھ کر ہر درد مند دل کی گہرائیوں سے اُٹھتی ہے اور قطعاً ناممکن ہے کہ درد بھری آواز بے نتیجہ رہ جائے۔ وہ خدا جو شدت گرما کے بعد باران رحمت کے سامان کرتا ہے اس نے انسان کی روحانی پیاس کے وقت بھی ٹھیک وقت پر اُس کی تشنگی دور کرنیکے سامان کئے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ ہر کس و ناکس کو یہ سامان دکھائی نہیں دیتے۔ ان سامانوں کو وہی دیکھ سکتا ہے جسے روحانی بصیرت کا ایک وافر حصہ حاصل ہو۔ یقین جانئے کہ گیتا میں دیا گیا وعدہ بالکل سچا تھا اور وہ پورا بھی ہوگیا۔ یعنی اس وعدہ کے موافق اس ملک ہند میں قادیان کی بستی میں گمراہ دنیا کی ہدایت کیلئے کرشن ثانی پیدا ہؤا۔ اس نے آج سے قریباً نصف صدی پہلے نہایت محبت اور پریم سے کہا:-

"میں گناہوں کے دور کرنے کیلئے جن سے زمین پُر ہوگئی ہے جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا یا یوں کہنا چاہیئے کہ روحانی حقیقت کی رو سے میں وہی ہوں ..... خدا کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہؤا ..... سو میں کرشن (باقی صفحہ پر)

تاریخ ہائے وفات

(از محترم جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ)

تاریخ وفات رئیس التبلیغ مولانا رحمت علی صاحب آف قادیان

فرشتوں نے رحمت علی کو ندا دی ہے اکمل
"بیا رحمۃ اللہ قریبٌ مِنَ المحسنین"
۱۳۷۸ھ

تاریخ وفات خاں صاحب برکت علی صاحب رضی

دل آہے کشیدہ گفت اکمل
کہ سالِ فوتِ او برکت علی خاں

۱۳۸۳	آہے کا دل "ہ" =
۵	نکال کر
۱۳۷۸	

خطبہ جمعہ

دلائل کے ساتھ اسلام کو دنیا پر غالب کرنا وہ عظیم الشان کام ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں ہمارے سپرد کیا ہے

اس کام کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھو اور اسکے لئے صحیح کوشش اور جدوجہد کرتے چلے جاؤ

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۲ر اگست ۱۹۵۸ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
اللہ تعالیٰ

قرآن کریم میں

مومنوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے :۔
ان یکن منکم مائۃ
صابرۃ یغلبوا مائتین
وان یکن منکم الف
یغلبوا الفین باذن
اللہ واللہ مع الصابرین
(انفال ع ۹)
یعنی ابھی تمہاری کمزوری کو دیکھ کر خدا تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرمایا ہے۔ کہ اگر تم میں سے سو ثابت قدم رہنے والے مومن ہوں۔ تو وہ دو سَو افراد پر غالب آجائیں گے۔ اور اگر ایک ہزار ثابت قدم رہنے والے مومن ہوں۔ تو وہ دو ہزار کافروں پر غالب آجائیں گے۔ جب کمزوری دور ہو جائے گی۔ تو پھر کیا ہوگا۔ اور کس نسبت سے مسلمانوں کو یہ غلبہ میسر آئے گا۔ اس کا علم ہمیں صحابہؓ کے عمل سے ہوتا ہے۔ صحابہؓ نے بعض دفعہ سو سو گنا دشمن سے بھی مقابلہ کیا ہے۔ بلکہ بعض دفعہ تو ایک ایک ہزار گنا دشمن سے بھی ان کا مقابلہ ہوا ہے۔ اور وہ غالب آئے ہیں۔ اس اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے دیکھا جائے۔ تو ہماری جماعت اس وقت دس لاکھ ہے۔ اگر ہمارا ایک آدمی دوسروں کے سو آدمیوں پر بھاری ہو تو موجودہ تعداد کے لحاظ سے دس کروڑ پر ہم

دلائل کی جنگ میں

فتح حاصل کرسکتے ہیں۔ حالانکہ پاکستان کی کل آبادی آٹھ کروڑ ہے۔ اور اگر ایک ہزار کی نسبت ملحوظ رکھی جائے۔ تو ہمارا دس لاکھ ایک ارب پر غالب آسکتا ہے۔ دنیا میں عام اصول یہ ہے کہ اگر کسی منظم جماعت کی تعداد ملک میں ایک فی صدی تک پہونچ جائے تو وہ دوسروں پر غالب آجاتی ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں۔ اگر ہم اس سے نصف بھی ہوجائیں اور ہمارے اندر سچا ایمان ہو تب بھی ہم دنیا پر اپنے دلائل کے زور سے غالب آسکتے ہیں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں

کہ ہمارا مقابلہ چونکہ تلوار سے نہیں بلکہ دلائل سے ہے اس لئے ہمارا کام نسبتاً مشکل ہے۔ کیونکہ دل کا صاف کرنا اور دن رات اپنے سینے

مشکل ہوتا ہے۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ چاہے اور کسی وقت ہم ایک کروڑ ہوجائیں۔ تو پھر ہمارے ایک آدمی کا صرف دو سو سے مقابلہ رہ جائے گا۔ حالانکہ صحابہؓ نے ہزار ہزار کا بھی مقابلہ کیا ہے۔ پس ہماری جماعت کو ہمیشہ اپنا

روحانی مقصد

اپنے سامنے رکھنا چاہیئے۔ اور اس کے لئے صحیح کوشش اور جدوجہد کرتے رہنا چاہیئے۔ بے شک اس راستہ میں مشکلات بھی آتی ہیں۔ لیکن مومن مشکلات سے گھبراتا نہیں بلکہ ان کو دیکھ کر وہ اللہ تعالیٰ کے حضور

پہلے سے بھی زیادہ جھک جاتا ہے۔ قرآن کریم میں ذکر آتا ہے کہ غزوۂ احزاب کے موقعہ پر جب سارا عرب متحد ہو کر اسلام پر حملہ ہوا۔ تو منافقوں نے یہ کہنا شروع کردیا۔ کہ خدا اور اس کے رسول نے مسلمانوں کی کامیابی کے جھوٹے وعدے کئے تھے لیکن مومنوں نے جب ان لشکروں کو دیکھا تو ان کے ایمان اور بھی بڑھ گئے۔ اور انہوں نے کہا ان ابتلاؤں کی تو ہمیں خدا تعالیٰ نے پہلے سے خبریں دی ہوئی تھیں۔ پس ہمارے لئے ان میں گھبراہٹ کی کونسی بات ہے۔ تو مومن مشکلات سے گھبراتا نہیں بلکہ مشکلات کو دیکھ کر اس کا

ایمان اور بھی بڑھ جاتا ہے

جس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے متعلق قرآن کریم میں یہ خبریں دی گئی تھیں۔ کہ اس میں مومنوں پر بڑے بڑے ابتلاء آئیں گے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ

یاتی علیک زمن کمثل
زمن موسیٰ (تذکرہ صـ۶۶۲)

یعنے جس طرح موسےٰ کی قوم کو فرعون کے لشکر نے گھیر لیا تھا۔ ایسے ہی تیری جماعت پر بھی موسےٰ کے زمانہ کی طرح ایک دور آنے والا ہے۔ پس دشمن اگر وقت اپنے حملہ سے خوش بھی ہو۔ تو مومن کا ایمان پھر بھی بڑھ جاتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ ان ابتلاؤں کی خدا تعالیٰ نے پہلے سے خبر دی ہوئی تھی۔

۱۹۵۳ء میں

جب فسادات ہوئے تو ایک گاؤں کا محاصرہ کرکے احمدیوں کا پانی بند کر دیا گیا۔ اس وقت ایک عورت نے بڑی ہمت دکھائی۔ اور اس نے کہا کہ میں ربوہ جاتی ہوں۔ اور وہاں جاکر یہ خبر پہنچاتی ہوں چنانچہ وہ ربوہ آئی اور اس نے ہمیں حالات سے اطلاع دی۔ اتفاقاً ان دنوں کچھ دوست باہر سے ربوہ آئے ہوئے تھے۔ میں نے ان کو کار پر اسکے گاؤں بھجوایا۔ اور وہ پانی کھول کر آئے۔ اب دیکھو اس عورت کے اندر کتنا ایمان پایا جاتا تھا۔ کہ جہاں مرد ڈر گئے۔ وہاں وہ اکیلی عورت۔ تمام خطرات میں سے گذرتے ہوئے ربوہ پہونچی۔ اور اس نے ہمیں حالات سے اطلاع دی۔ تو بعض دفعہ یہ کمزور جنس بھی ایسا اعلیٰ نمونہ دکھاتی ہے کہ مرد بھی کوشرمندہ ہونا پڑتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں

ایک میراثن تھی جس کے لڑکے کو سِل ہوگئی اور وہ علاج کے لئے اسے قادیان لے آئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس لڑکے کو علاج کے لئے حضرت خلیفہ اوّلؓ کے سپرد کر دیا۔ وہ لڑکا عیسائی ہوچکا تھا جس کا اس کی ماں کو بڑا صدمہ تھا۔ وہ بار بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس آتی اور کہتی کہ خدا نے آپ کو مسیح موعود بنایا ہے آپ میرے بیٹے کے لئے دعا کریں اور اسے مسلمان بنائیں۔ میرا اکلوتا بیٹا ہے مگر مجھے اسکی زندگی کی اتنی خوشی نہیں جتنی یہ ہے کہ یہ کلمہ پڑھ کر مرے۔ وہ لڑکا بڑا پکا عیسائی تھا۔ ایک رات جب اس نے دیکھا کہ پہرہ کم ہے تو بیماری کے باوجود اٹھ کر بھاگا۔ اور بٹالہ کیطرف چل پڑا جہاں

عیسائیوں کا مشن تھا

کچھ دیر کے بعد جب اسکی ماں کی آنکھ کھلی اور اس نے دیکھا کہ چارپائی خالی پڑی ہے۔ تو وہ سمجھ گئی کہ میرا لڑکا بھاگ گیا ہے وہ بھی اسکے پیچھے دوڑ پڑی اور دس میل پر جاکر اس نے اپنے بیٹے کو پکڑ لیا اور پھر وہ اسے قادیان واپس لائی۔ (جلسیہ)

کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مَیں قلمی اسلحہ کے ذریعے روحانی شجاعت اور باطنی قوت کے اظہار کیلئے مبعوث کیا گیا ہوں!

"اب اس زمانہ میں جس میں ہم ہیں ظاہری جنگ کی مطلق ضرورت اور حاجت نہیں۔ بلکہ آخری دنوں میں جنگ باطنی کے نمونے دکھانے مطلوب تھے۔ اور روحانی مقابلہ زیرِ نظر تھا۔ کیونکہ اس وقت باطنی ارتداد اور الحاد کی اشاعت کے لئے بڑے بڑے سامان اور اسلحہ بنائے گئے اس لئے اُن کا مقابلہ بھی اُسی قسم کے اسلحہ سے ضروری ہے۔ . . . .

اس وقت جو ضرورت ہے وہ یقیناً سمجھ لو سیف کی نہیں بلکہ قلم کی ہے ہمارے مخالفین نے اسلام پر جو شبہات وارد کئے ہیں اور مختلف سائنسوں اور مکائد کی رو سے اللہ تعالیٰ کے سچے مذہب پر حملہ کرنا چاہا ہے۔ اُس نے مجھے متوجہ کیا ہے کہ میں قلمی اسلحہ پہن کر اس سائنس اور علمی ترقی کے میدان کارزار میں اُتروں۔ اور اسلام کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا کرشمہ بھی دکھلاؤں۔ میں کب اس میدان کے قابل ہوسکتا تھا۔ یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس کی بے حد عنایت ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ میرے جیسے عاجز انسان کے ہاتھ سے اس کے دین کی عزت ظاہر ہو۔" (ملفوظات)

جمع ہوئی تو مجھے یاد ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدموں میں گر گئی اور روتے ہوئے کہنے لگی۔ کہ خدا کے لئے آپ اسے ایک دفعہ کلمہ پڑھا دیں پھر بیشک وہ مر جائے مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ وہ کلمہ پڑھ کر مرے۔ آخر اللہ تعالےٰ نے فضل کیا اور وہ عیسائیت سے تائب ہو کر مسلمان ہو گیا اور پھر چند دنوں کے بعد مر گیا تو عورتوں میں بھی بعض دفعہ انتہا اخلاص ہوتا ہے کہ مردوں میں بھی نہیں ہوتا۔

کل ہی ایک شخص کے متعلق جو سندھ میں میری زمینوں پر کام کرتا ہے ایک شخص نے اطلاع دی کہ

۱۹۵۳ء کے فسادات میں

اس نے احمدیت سے توبہ کر لی تھی اور وہ منشی اکی گالیاں دینے لگ گیا تھا۔ حالانکہ یہ شخص بھی ضلع سیالکوٹ کا رہنے والا ہے اور وہ عورت بھی ضلع سیالکوٹ کی ہی تھی جو خطرناک مخالفت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ربوہ پہنچی۔ اور اس نے مجھے اطلاع دی۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ اس وقت کچھ دوست باہر سے آئے ہوئے تھے۔ جن کو کار دے کر میں نے اس کے گاؤں بھجوایا اور گاؤں والوں نے پانی دینا بند کر دیا۔ حافظ آباد میں بھی ایک احمدی کے گھر پر لوگ حملہ کرنے کے لئے جمع ہوئے تو ایک بارہ برس کے لڑکے نے اپنے باپ کی بندوق پکڑ لی اور ہوا میں فائر کر دیا۔ اس پر وہ سارے کے سارے بھاگ گئے۔ اور انہوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ یہ تو بارہ سال کا لڑکا ہے جسے ہم بھی مار سکتے ہیں۔ اس سے ڈرنے کے کیا معنے ہیں لیکن

صحابہؓ کو دیکھو

تو ہمیں معلوم ہوگا کہ وہ مرتے جاتے تھے مگر ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹتے تھے بلکہ جوں جوں مشکلات آتیں ان کا اخلاص اور بھی ترقی کرتا چلا جاتا تھا۔ اور یہی کیفیت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ میں بھی پائی جاتی تھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں جو آخری جلسہ سالانہ ہوا اس میں سات سو آدمی شامل ہوا تھا۔ اب تو ربوہ کی آبادی بھی بارہ ہزار ہے مگر ان سات سو افراد کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمانے لگے کہ معلوم ہوتا ہے جس کام کے لئے خدا تعالےٰ نے ہمیں بھیجا تھا وہ پورا ہو گیا ہے۔ اس جلسہ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سیر کے لئے باہر تشریف لے گئے تو ہجوم کی وجہ سے آپؑ کو بار بار ٹھوکر لگتی۔ اور چھڑی آپ کے ہاتھ سے گر جاتی۔ پھر آپ اٹھاتے تو تھوڑی دیر بعد کسی اور کی ٹھوکر سے چھڑی گر جاتی۔ اسی ہجوم میں ایک شخص آگے بڑھا اور اس نے چاہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قریب پہنچ جائے۔ مگر دوسروں نے دھکا دے کر اسے پیچھے ہٹا دیا۔ اسے دیکھ کر ایک پرانا احمدی بڑے جوش سے کہنے لگا۔ تجھے دھکوں کی کوئی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے تھی چاہے تمہارے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے۔ پھر بھی تیرا کام یہی تھا کہ تو آگے بڑھتا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مصافحہ کر کے آتا۔

یہ مبارک وقت پھر کب نصیب ہوتا ہے

تو اللہ تعالےٰ کے لئے قربانی کرنا ایک بڑا انعام ہوتا ہے۔ ڈرنے اور گھبرانے کی بات نہیں ہوتی۔ پس ہماری جماعت کو اس عظیم الشان کام کی تکمیل کے لئے جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس کے سپرد کیا گیا ہے۔ ہمیشہ

کوشش کرتے رہنا چاہیئے

اس وقت دنیا کی آبادی سوا دو ارب ہے۔ لیکن ممکن ہے اس کام کی تکمیل تک یہ آبادی تین چار ارب ہو جائے اور ہمارا کام اور بھی بڑھ جائے۔ بہرحال جماعت کی تعداد کو ترقی دینے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ تاکہ ہماری نسبت مقابلہ میں کم ہوتی چلی جائے۔ اگر ہم جلدی ہی دس کروڑ تک پہنچ جائیں تو پھر بھی دس ارب تک ہمارے ایک ایک آدمی کو سو سو کا مقابلہ کرنا پڑے گا پس ہمیں بہت جلد ساری

دنیا کو مسلمان بنانیکی کوشش

کرنی چاہیئے کیونکہ جتنے لوگ اسوقت اسلام سے باہر ہیں یہ سب کے سب ہمارے اپنے بچے یا بھائی ہیں۔ اگر وہ ہم سے عمر میں چھوٹے ہیں تو ہمارے بچے ہیں۔ اور اگر برابر ہیں تو ہمارے بھائی ہیں۔ پس ان کو نیکی کی تلقین کرنا اور انہیں اسلام سے روشناس کرنا ہمارے فرائض میں شامل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کیا تھا۔ اور ہم نے یہ دعوےٰ کیا ہے کہ ہم آپ کے کام کو پورا کریں گے پس جب تک محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نام دنیا کے کونے کونے میں نہیں پہنچ جاتا۔ اور ایک ایک شخص کو ہم اسلام میں داخل نہیں کر لیتے ہم اپنے فرض سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے اس کے لئے ہمیں اپنی جان۔ عزت آبرو سب کچھ لگا دینی چاہیئے۔ لیکن اگر ہم ایسا کر لیں تب بھی یہ کام ایک نسل سے پورا نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام

کے متعلق فرماتا ہے کَانَ یَاْمُرُ اَھْلَہٗ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ (مریم ع ۴)

وہ اپنے بیوی بچوں اور رشتہ داروں کو بھی نماز اور زکوٰۃ کی تاکید کیا کرتے تھے۔ تا ہمیشہ کے لئے زکوٰۃ کا سلسلہ جاری رہے۔ اور ایک نسل میں ہی یہ کام محدود ہو کر نہ رہ جائے۔ اسی طرح

ہر احمدی کو یہ فیصلہ کر لینا چاہیئے

کہ میں خود بھی تبلیغ اسلام کروں گا اور اپنے بیوی بچوں اور رشتہ داروں کو بھی تبلیغ اسلام کی تلقین کرتا چلا جاؤں گا۔ تاکہ قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے۔ اور اگر قیامت تک اس سلسلہ کو جاری رکھا جائے تو صاف بات ہے کہ پھر دنیا میں مسلمان ہی مسلمان رہ جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ اور مہاتما گوتم بدھ کی مشابہت!

از مکرم محمد کریم الدین صاحب حیدرآبادی متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان

(۵)

ایک مماثلت مسیح موعودؑ کو بدھؒ سے یہ بھی حاصل ہے کہ بدھؒ کے زمانہ میں برہمنوں کو غیر معمولی اختیارات حاصل تھے۔ وہ اپنے آپ کو خدا کا نائب سمجھتے تھے۔ پہلے راجہ کے نوکر اور فرمانبردار تھے۔ لیکن بدھؒ کے زمانہ میں راجاؤں کو ہی فرمانبرداری سکھانے لگے۔ رسم و رواج میں اس قسم کے پیچ رکھے کہ کسی کی سمجھ میں ہی نہ آئیں یگیہ اور قربانیاں اس قدر گراں کر دی تھیں کہ سوائے بڑے بڑے آدمیوں کے اور کسی کی استطاعت نہیں تھی کہ انہیں ادا کر پاتا۔ غرضیکہ برہمنوں نے اپنی حکومت کا جال ایسا پھیلا رکھا تھا کہ کوئی ان کے سامنے دم نہیں مار سکتا تھا۔ لیکن خدا تعالےٰ نے اس زمانہ میں مہاتما بدھؒ کو مبعوث کر کے ان تمام رسوم و قیود کو مٹا دیا اور دنیا میں ایک نئی زندگی کی روح پھونک دی بعینہٖ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بھی مولویوں اور ملاؤں کو اس قدر رسوخ حاصل تھا کہ وہ جو چاہتے کر گزرتے۔ ذرا ذرا سی بات میں کفر کے فتوے لگا دینا ان کے نزدیک کوئی بڑی بات نہ تھی۔ مسلمانوں کو رسم و رواج کے آہنی شکنجوں میں جکڑ رکھا تھا تاکہ اپنی مطلب براری ہو۔ اور خود ہی مسلمانوں کے حکمران بن بیٹھے تھے اور اس پر طرّہ یہ کہ خود مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ ایسے زمانہ میں خدا تعالےٰ نے اپنی سنت قدیمہ کے ماتحت اپنے ایک برگزیدہ بندے کو مبعوث کر کے خلعت مسیحیت و مہدویت سے سرفراز فرمایا جس نے آکر ایک نئی زمین اور نیا آسمان اور نئے نظام کی بنیاد ڈالی۔ اور اسلام کی صحیح راہنمائی فرمائی۔

(۶)

جس طرح حضرت بدھؒ نے لوگوں کو اپنی تعلیم توجہ اور دعاؤں وغیرہ سے اپنی طرف کھینچا اور کسی کے خلاف جنگ و جدال نہیں کیا اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تبلیغی رنگ جمالی تھا نہ کہ جلالی۔ آپ نے بھی لوگوں کو اپنی عمدہ تعلیمات و اخلاق حسنہ، نشانات و پیشگوئیوں اور قبولیت دعا وغیرہ طریقوں سے اپنی طرف کھینچا۔ اور آپ نے قطعاً کسی سے جنگ و جدل نہ کیا۔ بلکہ آپ کے وقت میں صفت احمدؐ کا کامل طور پر ظہور ہوا۔

(۷)

اسی طرح ترک دنیا کے لحاظ سے بھی بدھؒ اور مسیح موعودؑ میں مشابہت پائی جاتی ہے۔ حضرت بدھؒ نے الہشوریہ گیان دھیان اور عرفان کے حصول کے لئے اس دنیا کو ترک کر کے زہد و عبادت کو اختیار کیا اور بیوی بچوں اور دیگر دنیوی امور سے دست بردار ہو گئے۔ اور ایک بڑ کے درخت کے نیچے بیٹھ گئے تھے اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زہد و ریاضت کا یہ عالم تھا کہ آپؑ متواتر چھ ماہ کے روزے رکھا کرتے تھے اور آپؑ کے لئے جو گھر سے کھانا آیا کرتا تھا اسے غریبوں اور محتاجوں میں تقسیم کر دیتے تھے اور بسا اوقات صرف چند چنے کے دانے ہی چبا کر گذارا کیا کرتے تھے۔ اور رفتہ رفتہ آپؑ کی عبادت اس حد تک پہنچ گئی کہ اندرون خانہ آنا جانا بالکل ترک کر دیا۔ پھر اسی طرح آپؑ نے ہوشیارپور کے مقام پر چلہ کشی اختیار کی جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو "مصلح موعود" کی پیدائش کی بشارت دی۔

ان مشابہتوں اور مماثلتوں کے ساتھ یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ بدھؒ نے اپنے اہل و عیال کو ترک کر دینے کے بعد ساری زندگی رہبانیت میں گذار دی چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے آقا و سردار کائنات (فداہ ابی و امی) صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع تھے اور مذہب اسلام کے پابند جس کی یہ تعلیم ہے کہ "لَا رَھْبَانِیَّۃَ فِی الْاِسْلَامِ" اسلئے باوجود ایک لمبے عرصہ تک اپنے گھر والوں سے قطع تعلق کرنے کے وحی الٰہی کے ماتحت دوبارہ متاہل زندگی اختیار کی ——— دوسری بات قابل توجہ یہ ہے کہ مہاتما بدھؒ نے اپنی زندگی بھیک مانگ کر گذاری ممکن ہے اس وقت اور زمانہ کے لحاظ سے یہی مناسب حال ہو۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الہام کیا تھا کہ اللہ تعالےٰ نے خود لوگوں کے دلوں میں تحریک کی جس کی وجہ سے اشاعت کتب، تبلیغ دین اور دیگر لنگر خانہ کے اخراجات پورے ہوتے چلے جاتے۔

"وقفِ جدید کے ماتحت تبلیغ"

وقفِ جدید کے ماتحت تبلیغ کا کام مقامی طور پر ہو رہا ہے۔ اس ضمن میں چوہدری محمد طفیل صاحب کارکن وقفِ جدید کی تبلیغی رپورٹ درج ذیل کی جاتی ہے۔
انچارج وقفِ جدید قادیان

(۱)

رعدای تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر میں ایک سنتے گوردوارہ میں مورخہ ۲/۸/۵۸ کو سکھوں کا ایک بڑا میلہ ہوا۔ اس تالاب میں عورت مرد بچے اس غرض سے نہاتے ہیں کہ بیماریوں سے شفا ہوتی ہے۔ اس میلہ پر خاکسار اور مولوی عبد الحمید صاحب آڑھتی مع دیگر دوستوں کے برائے تبلیغ گئے۔

میلہ میں پہنچتے ہی لٹریچر "آکاشی سوگات" گورمکھی، آسمانی تحفہ اردو و ہندی تقسیم کیا گیا۔ اکثر مرد۔ عورتیں تالاب میں نہا رہے تھے۔ نہانے کے بعد ایک پیپل کے درخت کو جو تالاب کے جنوب مشرقی کونہ میں تھا متھا بھی ٹیکتے تھے۔ اس پیپل کا ایک حصہ کسی وجہ سے خشک ہو چکا ہے۔

گوردوارہ کے انچارج سنت جسونت سنگھ صاحب نے بابا بڈھا کی یاد میں یہ گوردوارہ بنایا ہے۔ بہت چڑھاوے چڑھ رہے تھے۔ سنت صاحب ایک مسند پر بیٹھے تھے میں بھی چونیں بھینٹ کی ایک کاپی اور "آکاشی سوگات" کی دو کاپیاں لے کر اندر چلا گیا۔ سنت صاحب کی خدمت میں گوردوارہ کے لئے یہ کتب بھینٹ کیں۔ انہوں نے بہت خوشی کا اظہار فرمایا۔ اور قیمت دریافت کی میں نے عرض کی کہ یہ جماعت احمدیہ کی طرف سے آپکی خدمت میں مفت پیش کی جاتی ہیں۔ اپنی لائبریری میں رکھ لیں۔ انہوں نے بخوشی قبول کیں۔

شہر کے ایک دوسرے گوردوارہ میں دیوان لگا ہوا تھا۔ وہاں بھی لوگ کثرت سے جمع تھے گوردوارہ میں جب کہ گرنتھی صاحب کی خدمت میں بھی مندرجہ بالا کتب پیش کیں۔ انہوں نے قبول فرمائیں۔ بعض معزز خواندہ دوستوں کو یہ لٹریچر دیا گیا۔ کچھ دیر تقریر بھی سنی۔ بعد ازاں رعداس سے قریبی بابا نانک آئے۔ وہاں بھی بڑے گوردوارہ کے قریب لوگوں میں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ پھر کلانور اسی روز ایک میلہ تھا۔ اس میلہ میں کبڈی کا میچ بھی تھا۔ اور والی بال کا بھی۔ اس اجتماع میں بھی لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ مورخہ ۴/۸/۵۸ کو واپس دارالامان پہنچے۔

(۲)

مورخہ ۲۷/۸/۵۸ کو خاکسار محمد طفیل اکمل ایک دوست کے ہمراہ ماڈل ٹاؤن ہوشیارپور جہنت شری دلیپ اچاریہ صاحب کو ملنے کا اتفاق ہوا۔ وہ نہایت تپاک اور محبت سے ملے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز امام جماعت احمدیہ کی خیریت دریافت کی۔ اور پوچھا کہ آجکل آپ کہاں تشریف رکھتے ہیں۔ تفصیل بتانے پر بہت خوش ہوئے۔ اس موقعہ پر اُن کی خدمت میں سلسلہ کا ہندی۔ گورمکھی۔ اُردو اور انگریزی لٹریچر بھی پیش کیا گیا۔ جسے آپ نے بخوشی قبول فرمایا۔

دوران گفتگو میں جہنت صاحب نے کہا کہ حضرت امام جماعت احمدیہ کے بلند اخلاق مروت کا میرے دل پر گہرا اثر ہے۔ رتن باغ کے مالکوں میں دیوان کیشو داس جنکی کوٹھی میں حضور لاہور میں ٹھہرے ہوئے تھے اور انہوں نے بتایا تھا کہ میں کوٹھی میں تمام کا تمام سامان چھوڑ آیا تھا جب میں دوبارہ لاہور گیا۔ تو حضور نے مجھ سے بہت اچھا سلوک کیا۔ اور کوٹھی کا سب سامان میرے حوالہ کر دیا۔ اور بار بار حضور فرماتے۔ کہ آپ کا کوئی اور سامان ہو تو بتائیں۔ کیا آپ کو سب سامان مل گیا ہے۔ جہنت صاحب نے یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد کہا۔ کہ خلیفہ صاحب خدا کے برگزیدہ ہیں۔ کیونکہ سوائے خدا کے خاص بندوں کے کوئی ایسا کام نہیں کر سکتا۔

جہنت صاحب نے ہمیں شیرینی بھی دی۔ ہم نے مندر میں آنے والے معزز مہمانوں اور جہنت صاحب کے شاگردوں کو لٹریچر دیا گیا۔

(۳)

مورخہ ۲۹/۸/۵۸ کو بابا بکالا جو قادیان سے ۳۲ میل کے فاصلہ پر جانب جنوب مشرق واقعہ ہے۔ اس میں گورو تیغ بہادر صاحب کی یادگار میں مشہور گوردوارہ ہے جس میں سالانہ اجتماع میلہ کی شکل میں ہوتا ہے امسال بھی ۲۸ تا ۳۰ اگست کو یہ اجتماع تھا۔ اس موقعہ پر سکھوں کے مشہور لیڈر ماسٹر تارا سنگھ صاحب سردار پرتاپ سنگھ صاحب چیف منسٹر سردار الیشر سنگھ صاحب مجیٹھیہ۔ سردار گورمکھ سنگھ صاحب مسافر اور بعض دیگر سکھ اکابر جمع ہوئے۔ ہزاروں کا اجتماع تھا۔

جماعت احمدیہ کی طرف سے مندرجہ ذیل دوست معہ دیگر احباب کے اس میں شامل ہوئے

(۱) مکرم مولوی برکات احمد صاحب واقف زندگی (۲) چوہدری سعید احمد صاحب بی۔ اے (۳) خاکسار محمد طفیل (۴) مولوی عبد الحمید صاحب آڑھتی وغیرہ۔ اس تقریب میں خدا کے فضل سے بہت سا گورمکھی۔ ہندی۔ اردو انگریزی لٹریچر تقسیم کرنے کا موقعہ ملا۔ اور زبانی گفتگو اور ملاقات بھی بہت سے مذاہب سے ہوتی۔

واپسی پر موضع ٹھٹھیاں وسیم پالہ دوتالہ وڈریہ الی اور گھمان میں زبانی اور بذریعہ لٹریچر تبلیغ کی توفیق ملی۔ سب گاؤں والوں نے بہت محبت سے اسلام اور احمدیت کا پیغام سنا اور خلوص کا اظہار کیا۔

موضع انامالہ میں سکولوں کے ماسٹر کو اچھا طور پر تبلیغ کرنے کا موقعہ ملا۔ مورخہ ۳۰/۸/۵۸ کو عصر کے بعد ہم واپس دارالامان پہنچے۔

شری کرشن کی آمد ثانی کا انتظار

اور

ہندو جاتی کی پکار!

مقدس رشیوں کی بتائی ہوئی باتیں پوری ہو گئیں اس وقت ساری دنیا پاپوں کا مرکز بن گئی ہے۔ وہ کونسی برائی اور پاپ ہے۔ جو اس زمانہ میں موجود نہیں۔ دھرم کا صرف نام ہی باقی ہے۔ گیتا میں شری کرشن نے ایسے وقت میں اوتار دھارن کرنے کا وعدہ کر رکھا ہے یہی وجہ ہے کہ ان حالات کو دیکھ کر آج ہندو قوم کا بچہ بچہ آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر کرشن جی کے انتظار میں چشم براہ ہے۔ اس شدید بیقراری اور سخت انتظار کا کسی قدر اندازہ ہندو شعراء کے تازہ کلام کے حسب ذیل حصہ سے لگائیے۔ جو حال ہی میں اخبار پرتاپ جالندھر کے جنم اشٹمی نمبر مورخہ ۷ ستمبر میں شائع ہوا!

شری بھاگیرتھ لال زخمی حصاری کی نظم بعنوان "بھگوان کرشن سے" کے ابتدائی دو شعر:۔

تو نے وعدہ جو کیا تھا اسے ایفا کر دے
اپنے بندوں کیلئے باب کرم وا کر دے
شدتِ درد ہی خود درد کا بن جائے علاج
تو مسیحا ہے مرے دل کا مداوا کر دے

(۲)

دوسرے نمبر پر "گھنشام" کے عنوان سے شری ہری چند خوشدل کی نظم شائع ہوئی ہے۔ اس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:۔

نام جور و ستم کا مٹ جائے
ہند میں پھر سے آئیں گر گھنشام
زندہ جاوید ہم بھی ہو جائیں
گیتا امرت کا گر ملے اک جام
ہم پجاری جو کرشن کے ہوتے
پھر زیادہ ہوتے دہر میں بدنام!

اُن کے اُپدیش پہ عمل نہ کیا
گرچہ لیتے رہے ہیں ان کا نام

(۳)

اسی پرچہ میں صفحہ ۸ پر عابد پشاوری کی دو رباعیاں بھی شائع ہوئی ہیں۔ جن میں سے پہلی کا عنوان تو "وعدہ" ہے جس میں شری کرشن کے گیتا والے وعدہ کو نظم کیا ہے۔ اور دوسری کا عنوان ہے "آواہن" یعنی پکار یا بادب بُلاوا۔ ذرا ہر دو رباعیوں میں پوشیدہ دلی جذبات کی گہرائیوں کا مطالعہ کیجئے:۔

وعدہ

۱۔ مشکل میں ہو انسان تبھی آتا ہوں
خطرہ میں ہو ایمان تبھی آتا ہوں
جب ظلم و ستم جرم و گناہ حد سے بڑھیں
انسان بنے شیطان تبھی آتا ہوں

آواہن

۲۔ مشکل میں ہے انسان چلے آؤ نا
خطرہ میں ہے ایمان چلے آؤ نا
وعدہ وہ کرو یاد کیا جو تم نے
اب مان لو بھگوان چلے آؤ نا

وقت کی پکار

(بقیہ صفحہ ۲)

سے محبت کرتا ہوں کیونکہ میں اس کا مظہر ہوں"۔
(دیکھو سیالکوٹ صفحہ ۳۳-۳۴)

پس مبارک ہے وہ جو ان باتوں کو سنتا اور ان پر سنجیدگی سے غور کرتا ہے کہ دنیا کے خوفناک بگاڑ کا اصل علاج انسان کی روحانی زندگی کی اصلاح ہی میں ہے۔ اور یہ اصلاح کسی برگزیدہ انسان ہی کے ہاتھوں ممکن ہے۔ کیونکہ دلوں کی صفائی کا کام اُسی سے ممکن ہے جس کی دلوں پر حکومت ہے جس کی نگاہ انسان کے تحت الشعور سے بھی کہیں گہری ہے۔ وہی اپنی قامت کے ماتحت عین وقت پر اپنے برگزیدہ بندوں کو اس لئے بھیجتا ہے تاوہ نسل انسانی کو قدیم صفت میں زمانہ میں بدل جائیں!!

امریکہ میں احمدیہ مشن کی تبلیغی و تربیتی مساعی

جوابات اسلام پر تقاریر، ریڈیو انٹرویو

—— سہ ماہی رپورٹ بابت ماہ مئی، جون، جولائی ۱۹۵۸ء ——

از مکرم خلیل احمد صاحب ناصر ایم۔ اے انچارج امریکہ مشن

سہ ماہی زیر رپورٹ میں امریکہ مشن کی تبلیغی و تربیتی مساعی کی اجمالی رپورٹ درج ذیل ہے۔

[illegible]

ہمارے تمام مشنوں میں ہفتہ وار اجلاس منعقد ہوتے رہے۔ ان جلسوں میں حاضرین سے مقامی مشن میں تربیتی اور تبلیغی امور پر لیکچر دیئے گئے۔ اس کے علاوہ پبلک تقاریر [illegible] آتی رہتی ہیں۔ عرصہ زیر رپورٹ میں برادرم [illegible] صاحب حبیبی کو دو گرجوں میں لیکچر کے لئے بلایا گیا۔ ایک تو [illegible] methodist church [illegible] اور دوسرا [illegible] church کے پادری کے ساتھ مشن میں [illegible] آنے والے ایک گروپ کے سامنے کی گئی۔ [illegible] تقاریر کے بعد سوالات کے جوابات دیئے گئے۔ اور لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

خاکسار کو اس سہ ماہی میں گیارہ لیکچر دینے کا موقعہ ملا۔ پہلی تقریر Mount [illegible] متھوڈسٹ چرچ کی دعوت پر کی گئی۔ تقریر اور تبادلہ خیالات کا سلسلہ تین گھنٹے تک جاری رہا۔

واشنگٹن سے تقریباً پچاس میل کی مسافت پر ایک شہر West minister میں مشنریوں کی ٹریننگ کی ایک درسگاہ Wesley Theological Seminary کے نام سے قائم ہے۔ اس کالج نے خاکسار کو تین تقریروں کے لئے مدعو کیا۔ پہلی تقریر "جماعت احمدیہ کے بنیادی عقائد اور مقاصد" کے موضوع پر تھی۔ دوسری تقریر کا عنوان "اسلام میں خدا تعالیٰ کا تصور" تھا۔ اور تیسری تقریر "اسلامی دنیا کے سیاسی مسائل" سے متعلق تھی۔

(۵) ڈیٹن مشن ہمارے مشن نے میلاد کے جلسوں کے سلسلے میں خاکسار کو مدعو کیا جہاں پر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق بائبل میں پیشگوئیوں کے مضمون کو بیان کیا گیا۔

واشنگٹن سے متصل ریاست Maryland High point High School نے اسلام اور عیسائیت کے عنوان پر لیکچر کے لئے بلایا۔ Annandale Virginia کے میتھوڈسٹ چرچ نے خاکسار کو "اسلام کا ماضی حال اور مستقبل" کے موضوع پر تقریر کی دعوت دی۔

عرصہ زیر رپورٹ میں سینٹ لوئیس ڈیٹن اور کلیولینڈ کے مشنوں نے پبلک جلسوں کا انتظام کیا۔ کلیولینڈ میں دو تقریریں اور سینٹ لوئیس اور ڈیٹن میں ایک ایک لیکچر ان جلسوں میں دیا گیا۔ کلیولینڈ کے جلسے میں برادرم سید جواد علی صاحب نے بھی ایک پر از معلومات تقریر کی۔ اسی طرح بوسٹن کے پبلک جلسے میں برادران کمانڈر رحمت اللہ صاحب باجوہ اور چوہدری غلام یٰسین صاحب نے تقاریر فرمائیں۔ جزاہم اللہ۔

ریڈیو انٹرویو

اس سہ ماہی میں خاکسار کو ویسٹ منسٹر میں ایک ریڈیو انٹرویو کے لئے بھی بلوایا گیا۔ اور اس طرح اسلام کا پیغام ایک کثیر طبقہ کو پہنچانے کی سعادت حاصل ہوئی۔

دیگر اجتماعات

۱۔ عرصہ زیر نظر میں عیدالاضحیٰ کی تقریب ہمارے تمام مشنوں میں منائی گئی۔ اور قربانیاں دی گئیں۔ پٹس برگ میں نو بکرے قربانی میں دیئے گئے۔ بعض مشنوں نے عید کے بعد غیر مسلموں کو اپنے مشن میں یا باہر پکنک پر اجتماع کا انعقاد کر کے شمولیت کی دعوت دی۔ واشنگٹن اور بوسٹن کے مشنوں میں ان پکنکوں میں غیر احمدیوں اور غیر مسلموں نے خاصی تعداد میں شمولیت کی۔ برادرم چوہدری غلام یٰسین صاحب کی کوشش سے عرب مسلمانوں نے بھی دلچسپی لی۔ بوسٹن میں ایک Panel Discussion کا بھی انتظام کیا گیا۔ جس میں برادران چوہدری غلام یٰسین صاحب اور مولوی عبدالقادر صاحب ضیغم کے ساتھ خاکسار بھی شریک ہوا۔

۲۔ ہمارے مشنوں میں سے کلیولینڈ۔ پٹس برگ اور سینٹ لوئیس میں مساجد بنانے اور ڈیٹن میں مسجد کی عمارت کی دوسری منزل کے لئے کوششیں جاری ہیں۔ ان ہر سہ مقامات پر فنڈز اکٹھے کرنے کے لئے دعوت طعام کا بذریعہ ٹکٹ انتظام کیا گیا۔ اسی طرح سے دو اجتماع شکاگو اور ڈیٹرائٹ میں بھی منعقد کئے گئے۔ خدا تعالیٰ نے چاہا تو مستقبل قریب میں امریکہ میں مساجد کی تعداد میں زیادتی ہو سکے گی۔ ہماری کوششیں ابھی یہاں کے کثیر مصارف کے مقابل میں بہت حقیر ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کی مدد اور نصرت پر ہمیں یقین ہے۔

۳۔ انٹرنیشنل ہاؤس میں جو افریقن ممالک کے طلبہ کا واشنگٹن میں سنٹر ہے خاکسار کو ایک تقریب پر بلایا گیا۔

۴۔ اسلامک سنٹر نے دو مختلف تقاریب پر خاکسار کو مدعو کیا۔

۵۔ شکاگو میں برادرم نور الاسلام صاحب پریذیڈنٹ مشن کی لڑکی نسیمہ اسلام صاحبہ کی شادی واشنگٹن مشن کے پریذیڈنٹ برادر محمد احسن کے ساتھ ہوئی۔ خطبہ نکاح خاکسار نے پڑھا جس میں غیر مسلمین کی ایک خاصی تعداد شامل تھی۔ نکاح کے بعد شکاگو میں ایک Reception اور پھر واشنگٹن میں دعوت ولیمہ ہوئی۔ ہر دو مقامات پر تبلیغ اسلام کا نہایت عمدہ موقعہ پیدا ہوا۔

۶۔ ویسٹ منسٹر میں خاکسار کو ایک پادری نے لنچ پر بلایا جہاں پر اسلام کے متعلق لمبی گفتگو جاری رہی۔

مسجد فضل امریکہ

مسجد فضل میں بفضلہ تعالیٰ ہفتہ وار اجتماعات کا سلسلہ جاری رہا۔ اسلام میں دلچسپی لینے والے زائرین آتے رہے۔ جن کے ساتھ تبادلہ خیالات بھی ہوتا رہا۔ اور لٹریچر بھی دیا جاتا رہا۔ بعض معزز غیر احمدی دوستوں کو چائے پر بلایا گیا۔ ان میں سے مسٹر شریف فاروق شہباز پشاور اور مسٹر حفیظ ملک ایم۔ اے اور مس فرحت حسین ایم۔ اے قابل ذکر ہیں۔ نیویارک کے ایک پبلشر مسٹر سیمور ڈاکٹر Moyer اور واشنگٹن کے ایک انجنیئر مسٹر شانل شیک کو بھی چائے کی دعوت دی گئی۔ شکاگو سے دو غیر مسلم خواتین ٹیچرز مسجد میں تشریف لائیں۔ ہمارے بعض احمدی احباب بھی مختلف شہروں سے مسجد میں قیام کے لئے تشریف لائے۔ امریکن احمدیوں میں سے برادر عبدالباری صاحب (نوئی ویل)، برادر ابو صالح صاحب (پٹس برگ) اور سسٹر امۃ اللطیف صاحبہ (ڈیٹن) قابل ذکر ہیں۔ ہندوستانی احمدیوں میں سے مکرم پروفیسر سمیع اللہ صاحب آف حیدرآباد دکن اور پاکستانی احباب میں سے کمانڈر رحمت اللہ صاحب باجوہ کرنل حبیب احمد صاحب۔ میجر وقیع الزمان خان صاحب۔ ڈاکٹر مظہر الحق صاحب اور میجر ڈاکٹر محمد اسحٰق صاحب بقاپوری بالخصوص قابل ذکر ہیں۔ بیگم کرنل ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب اور مسٹر عبدالمنان صاحب راشدی کی تشریف آوری بھی ہمارے لئے خوشی کا موجب ہوئی۔

ہمارے لاس اینجلیز شکاگو اور پٹس برگ کے مشنوں میں بھی بعض پروفیسر ڈاکٹر پادری اور طلباء اسلام کے متعلق معلومات کے حصول کے لئے تشریف لاتے۔

لٹریچر

سہ ماہی زیر رپورٹ میں حلقہ پٹس برگ میں تقریباً اڑھائی ہزار پمفلٹ تقسیم ہوا۔ لاس انجیلز میں پچیس ہزار اشتہارات شائع ہوئے جو دستی اور بذریعہ ڈاک تقسیم کے علاوہ یادری [illegible] کے جلسے میں شامل ہونے والے سامعین کو بھی دیئے گئے۔ مسجد فضل امریکہ سے امریکہ کے مختلف شہروں کے علاوہ دنیا کے کئی ممالک کو ہر ہفتے بذریعہ ڈاک لٹریچر بھیجا جاتا ہے۔ عرصہ زیر رپورٹ میں رسالہ مسلم سن رائز کے دو پرچے شائع ہو کر امریکہ کی تمام مشہور لائبریریوں اور درسگاہوں اور دیگر ممالک کو بھجوائے گئے۔ ایک پمفلٹ "احمدیہ موومنٹ ان اسلام" کے نام سے بارہ ہزار کی تعداد میں شائع کیا گیا۔ لبنان میں ہونے والی کتب کی ایک نمائش کے سلسلے میں لٹریچر بھجوایا گیا۔

سفر

عرصہ زیر رپورٹ میں تمام مبلغین کا دوروں کا پروگرام رہا۔ برادرم مولوی عبدالقادر صاحب ضیغم بوسٹن اور ڈیٹن تشریف لے گئے۔ مکرم چوہدری شکر الٰہی صاحب حسین Ingal wood Riverside میں گئے۔ برادرم سید جواد علی صاحب نے ینگس ٹاؤن اور ڈیٹرائٹ کا دورہ کیا۔ ینگس ٹاؤن میں ممبران کو جلد از جلد ایک مسجد کی تعمیر پر زور دیا اور ڈیٹرائٹ میں دو ہفتے قیام فرما کر مشن کی تربیت و تنظیم کی۔ خاکسار عرصہ زیر رپورٹ میں بوسٹن اور کلیولینڈ میں دو دو دفعہ اور اس کے علاوہ ویسٹ منسٹر، سینٹ لوئیس۔ شکاگو۔ ڈیٹن اور Oberlin گیا۔ مؤخر الذکر جگہ میں خاکسار پاکستان سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کی سالانہ کنونشن میں شامل ہوا۔ اس سہ ماہی میں خاکسار نے تقریباً ساڑھے چھ ہزار میل کی مسافت طے کی۔

دیگر امور

عرصہ زیر رپورٹ میں مکرم چوہدری شکر الٰہی صاحب نے دو ٹیلی ویژن سٹیشنوں کو مسلمانوں کی مذہبی رسوم کے متعلق معلومات اکٹھا کرنے میں مدد کی۔ اور ایک پادری کو جو مڈل ایسٹ سے ایک فلم تیار کر لایا ہے۔ اس کے ایڈٹ کرنے میں مدد کی۔ یونیورسٹی آف سدرن کیلیفورنیا کے ایک پروفیسر و باقی صفحہ پر)

بین الاقوامی مجلس مذاکرہ

(از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی)

۱۹۵۷ء کی بات ہے کہ امریکہ میں پرنسٹن یونیورسٹی اور امریکی کانگریس کے زیر اہتمام ایک "بین الاقوامی اسلامی مجلس مذاکرہ منعقد ہوئی تھی۔ اس مجلس کا مقصد یہ تھا کہ اسلامی علوم کے متعلق "مسلم علماء اور "مستشرقین" یعنی وہ غیر مسلم جنہیں علوم اسلامی سے دلچسپی ہے۔ ایک پلیٹ فارم پر اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ اس مذاکرہ میں یورپ اور ممالک اسلامیہ کے بہت سے علماء نے شرکت کی۔ اور اسلامیات پر اپنے اپنے مقالات پڑھے۔

اس وقت سید امجد علی امریکہ میں پاکستان کے سفیر تھے۔ انہوں نے اس مجلس کی افادی حیثیت دیکھ کر منتظمین "مجلس مذاکرہ" سے درخواست کی کہ اس قسم کی ایک مجلس پاکستان میں بھی منعقد کی جائے۔ سید امجد علی جب پاکستان کے وزیر خزانہ بن گئے تو اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کا موقعہ آیا۔ انہوں نے یہ مجلس منعقد کرنے کے لئے [illegible] لاکھ روپے کی منظوری دی۔ اور ایک انتظامیہ کمیٹی کی تشکیل عمل میں آئی۔ جس میں پاکستانی یونیورسٹیوں کے نمائندے شامل کئے گئے ۲۰ دسمبر ۵۷ء سے ۸ جنوری ۵۸ء تک اس مجلس کے انعقاد کی تاریخیں مقرر کی گئیں

شرکاء مجلس

اس مجلس انتظامیہ کی طرف سے یورپ و ایشیاء کے علماء کو دعوت نامے بھیجے گئے۔ اور مجلس میں شرکت کی درخواست کی گئی۔ اکثر علماء اسلام اور مستشرقین نے یہ دعوت منظور کی۔ اور شریک مجلس ہوئے۔ ان کی تعداد سوا سو کے لگ بھگ بتائی گئی ہے۔ ان بیرونی شرکاء مجلس میں روس (تاشقند) کے ایک مسلمان عالم "شمس الدینوف" بھی تھے۔

وہ علماء جو اس مجلس میں شریک ہوئے ایک مسلک و مشرب کے نہیں تھے۔ بلکہ مختلف "مکاتب خیال" کے نمائندے تھے۔ اس میں شریک ہونے والوں کے لئے کسی مذہب و ملت کی شرط بھی نہیں تھی۔ شرط صرف یہ تھی۔ کہ وہ "علوم اسلامیہ" سے دلچسپی اور مجلس میں مقالہ پڑھنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ مدعوین کی فہرست اور مقالوں کا مضمون دیکھ کر یہ ثابت ہوتا ہے کہ "مجلس انتظامیہ" نے علماء کو دعوت دیتے وقت مجلس مذاکرہ کی غرض و غایت ملحوظ رکھی۔ اور ہر مذہب و ملت اور ہر حلقۂ خیال کے علماء کو مدعو کیا۔ اسلامی فرقوں میں سنی و شیعہ کے علاوہ توحیدی۔ وجودی اور تجدد پسند بھی مدعو تھے۔ ڈاکٹر پرویز ڈاکٹر خلیفہ عبد الحکیم۔ غلام احمد پرویز یہ سب انہیں فرقوں کی نمائندگی کر رہے تھے۔

چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کی صدارت

چنانچہ مجلس کی اس غرض و غایت کا پاس رکھتے ہوئے اس مجلس کے صدر میاں افضل حسین نے جماعت احمدیہ کے دو نمائندوں کو بھی مدعو کیا۔ اور پروگرام میں ایک اجلاس کی کارروائی چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں کے زیر صدارت رکھی گئی۔ اور ایک اجلاس میں پروفیسر اسلم صاحب کو مقالہ پڑھنے کی دعوت دی گئی۔

ظاہر ہے کہ یہ دعوت نہ مجلس مذاکرہ کی غرض و غایت کے منافی تھی۔ نہ اس سے کسی اسلامی فرقے کے نصب العین پر حرف آتا تھا۔ یہ تو اجتماع ہی تھا مختلف "مکاتب خیال" کے نمائندوں کا۔ اور یہاں لوگ آئے ہی تھے "بھانت بھانت" کی بولی سننے۔

مودودی صاحب کی سازش

مگر آپ کو تعجب ہوگا کہ جب اس دعوت کی اطلاع "جماعت اسلامی" کے علمبردار جناب مودودی صاحب کو ہوئی تو گویا ان کو کسی نے انگاروں پر لوٹا دیا۔ ان پر مصیبت کا ایک پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ اور انہیں "جماعت مودودی" کی عزت کا پورا سامان نظر آنے لگا۔ چنانچہ انہوں نے اس خبر کے سنتے ہی "نالہ و شیون" شروع کرائی۔ اور احتجاجی مراسلے گشت کرائے۔ لیکن جب مجلس انتظامیہ اور میاں افضل حسین پر اس نامعقول "شور و فغاں" کا کوئی اثر نہ ہوا تو اب مودودی صاحب نے وہی طریقہ اختیار کیا۔ جو ایک ایسے موقعہ پر مغرور۔ فتنہ گر اور ناخدا ترس آدمی اختیار کرتا ہے۔ انہوں نے مجلس مذاکرہ کے صدر میاں افضل حسین صاحب کو ایک خط لکھا وہ خط ہم جماعت اسلامی کے ایک ترجمان "چراغ راہ کراچی" کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں آپ لوگ بھی یہ خط پڑھئے اور دیکھئے۔ جماعت اسلامی کے ٹھیکیدار ایک ناپاک مقصد حاصل کرنے کے لئے کیسا گھناؤنا حربہ استعمال کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:۔

فخری وائس چانسلر صاحب

" چونکہ بین الاقوامی اسلامی کلوکیم (مذاکرہ) کے انعقاد کی تاریخیں قریب آگئی ہیں۔ اور میں دیکھ رہا ہوں کہ اس کلوکیم میں سر ظفر اللہ خاں کی شرکت ایک ایسے جھگڑے کی بنیاد بن جائیگی۔ جو تمام دنیا کے لوگوں کے سامنے پاکستان کی بدنامی کا موجب ہوگا۔ اس لئے میں آپ کو توجہ دلاتا ہوں کہ اس معاملہ پر پاکستان کے ایک خیر خواہ کی حیثیت سے پھر ایک دفعہ غور فرمالیں۔ مجھے پورا اندیشہ ہے کہ اگر صاحب موصوف اس مجلس مذاکرہ میں پاکستان کے ایک ڈیلیگیٹ کی حیثیت سے شریک ہوئے تو عین اس وقت جب دنیا بھر کے آئے ہوئے یہاں اس میں شریک ہو رہے ہونگے

لاہور میں ہر طرف ہنگامہ ہوگا۔ اگر حکومت سے مدد لے کر آپ دفعہ ۱۴۴ بھی لگوا دیں۔ جلسوں جلوسوں اور مظاہروں کو بند بھی کرا دیں۔ تو یہ بات مختلف ملکوں سے آنے والوں سے نہ چھپ سکے گی کہ یہ "مجلس مذاکرہ" یہاں کے باشندوں کے خلاف پولیس اور قانون کی حفاظت میں کرائی جا رہی ہے۔ اور اگر معاملہ اس سے کچھ زیادہ بڑھ جائے کسی جلوس پر لاٹھی چارج کی نوبت آ گئی کچھ لوگ گرفتار کئے جائیں تو علاوہ اس کے کہ بدنمائی اور بدنامی میں کچھ زیادہ اضافہ ہوگا۔ خود پبلک کے بہت سے لوگوں کے لئے آپ کے ساتھ تعاون کرنا غیر ممکن ہو جائیگا۔ جو آج "کلوکیم کمیٹی" کے ساتھ اس مجلس مذاکرہ کو کامیاب بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ذرا اس خط کے خط کشیدہ سطور کو پڑھئے اور دیکھئے کہ یہ کس ذہنیت کے آئینہ دار ہیں۔ اس سے شر انگیزی فساد فی الارض اور ناخدا ترسی کی بو آتی ہے یا نہیں! ایک نامعقول اور ناجائز مطالبہ منوانے کے لئے ہنگامہ۔ فساد اور قانون شکنی کی دھمکی دینا کیا یہ بھی اشاعت دین کا کوئی داعیہ ہے؟ مذہب کا لبادہ اوڑھ کر ایسی غیر اخلاقی اور بزدلانہ حرکت پر اتر آنا کس کا کام ہو سکتا ہے؟

مودودی صاحب کی اس سازش اور فتنہ پروری ریشہ دوانیوں کا نتیجہ ضرور ہوا کہ "مجلس انتظامیہ" نے امن کی فضا برقرار رکھنے کے لئے یہ دعوت نامے منسوخ کر دیئے۔ اور میرا خیال ہے کہ اس صورت حال میں مجلس کا یہ اقدام مستحسن ہی تھا۔ ان فتنہ پرست اور بغاوت پسند علماء سے کوئی بعید نہیں تھا کہ اپنا کوئی مطالبہ منوانے کے لئے ملک میں فتنہ و فساد پھیلا دیں خواہ ناک بچانے کی اس کوشش میں گردن ہی کیوں نہ کٹ جائے اور ملک تباہی و بربادی کی بھٹی میں کیوں نہ چلا جائے۔

خفیہ سازش

مجلس مذاکرہ کی رپورٹ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مودودی صاحب نے احمدی نمائندوں کے خلاف نہایت خفیہ سازش کی تھی۔ اتنی خفیہ کہ دوسرے نمائندوں کو بھی اس کا کوئی علم نہیں ہوا [illegible] لیڈر مولینا محمد [illegible] جن سے اپنی [illegible] پیشتر ایک سفری مسند [illegible] اور انہوں نے جماعت اسلامی کی [illegible] دار العروبہ کے ایک رکن سے یہ سوال کیا کہ کیا مجلس انتظامیہ نے یہ فیصلہ مودودی صاحب کے دباؤ ڈالنے سے کیا تھا؟ یعنی ان کے نزدیک بھی یہ ناپسندیدہ اقدام تھا۔ اور وہ مودودی صاحب سے اس کی توقع نہیں رکھتے تھے۔

مقالوں کے عنوان

مجلس مذاکرہ کی طرف سے مندوبوں کو جن عنوانوں پر اظہار خیال کی دعوت دی گئی تھی۔ ان میں سے بعض یہ ہیں۔

۱۔ ثقافت اسلامی

۲۔ اسلام کا رویہ دوسرے مذاہب و ادیان کے ساتھ

۳۔ موجودہ سائنس اور اسلامی مسائل

۴۔ اسلام کا زرعی و معاشی نظام

۵۔ امن عامہ

ان عنوانوں سے بھی ظاہر ہے کہ اس میں کسی مذہب یا جماعت کے مخصوص عقائد پیش کرنے کی گنجائش نہیں تھی۔ اور مودودی صاحب کو محض جماعت احمدیہ کی علمی و ذہنی برتری سے مرعوب ہو کر ایسی ناپاک حیلہ گری کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ مولینا عبد الماجد صاحب دریا بادی کے سامنے جب یہ ذکر آیا۔ تو انہوں نے کیسا معقول جواب دیا وہ چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب کی صدارت اور پروفیسر اسلم صاحب کے مقالہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

" افسوس کہ ان دونوں واقعات کا علم " مدیر صدق " کو لاہور میں بالکل نہ ہو سکا۔ واپسی کے بعد بھی خبر آگئی نہیں۔ کچھ دن گذر جانے کے بعد یہ ذکر اخباروں میں پڑھا۔ . . . . . . دوران مذاکرہ میں اگر اطلاع ہوگئی ہوتی تو داعیان جلسہ سے بھی ضرور گفتگو کی جاتی۔ جلسہ میں شرکت والوں کے ذاتی عقائد کا کوئی سوال سرے سے تھا ہی نہیں دیکھنا صرف یہ تھا کہ اسلامیات کے کسی شعبے سے متعلق آیا وہ کوئی بلند مقالہ پڑھ سکتے ہیں؟

(صدق جدید ۲۷ جون ۱۹۵۸ء)

اس سے ظاہر ہے کہ مجلس مذکور میں جو سنجیدہ طبقہ شریک ہوا تھا۔ اس کے نزدیک مودودی صاحب کا رویہ غیر دیانتدارانہ غیر منصفانہ اور [illegible] تھا۔ اور اگر موقعہ پر انہوں نے اپنی اکثریت کے زعم میں ایک [illegible]

اقلیت پر ایسا ظلم کیا ہے جس کو شریعت پسند کرتی ہے نہ سنجیدہ سوسائٹی۔

لیکن جماعت اسلامی کے نزدیک "فلاق دو منیات" کا جو تصور ہے وہ بھی عجیب ہے اس بزدلانہ اور غیر اسلامی حرکت پر خوشی کے شادیانے بجائے گئے اور اس کو مودودی صاحب کا ایک بے مثال کارنامہ قرار دیا گیا۔ گویا مودودی صاحب نے اسلام کی کشتی ڈوبتے ڈوبتے بچالی تجربہ تو انکی قدر شناسی ہے۔ مگر تاریخ نے مودودی صاحب کی بزدلی۔ احساس کمتری اور غیر اسلامی طریقہ کی جو شہادت دی وہ اب زمانے کے ہاتھوں مٹائی نہیں جاسکتی۔

علماء کی سیاسی تحریکات مودودی صاحب کے اس ادبی پر لیس السلام اور السا جبت دونوں ناطوں سے افسوس آتا ہے۔ اسلام کا پیغام امن وسلامتی ہے مگر آجکل کے حامی اسلام علماء اس کی تفسیر محض چند الفاظ میں کرتے ہیں۔ قتال۔ قتل مرتد۔ مشبوں اور انگریز دشمنی بس ان کے نزدیک اسلام اور تمدن کا یہی معیار ہے۔ عصر حاضر میں سید جمال الدین افغانی سے اس تغیر اسلام کی ابتدا ہوتی ہے۔ اور مہدی سوڈانی۔ انور پاشا۔ محمد عبدہ اور ہندو پاک کے سیاسی علماء کی سو سالہ جدوجہد تک دراز دکھائی ہو جاتی ہے۔ مگر علماء کی اس پوری "سب سعتہ" پر نظر ڈالی جائے تخریب کے سوا تعمیر کا کوئی نقطہ بھی نظر نہیں آئیگا۔ یہ عجیب بات ہے کہ جب ہنگامہ۔ تخریب اور فساد فی الارض کا موقعہ آتا ہے تو ہم کو یہ علماء پیش پیش نظر آتے ہیں لیکن جب تعمیر، اصلاح کا وقت آتا ہے تو یہ غائب ہوجاتے ہیں اور ان کی جگہ

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

والی سنت منصۂ شہود پر آنے لگتی ہے

متحدہ ہندوستان میں علماء کے بہت سے طبقوں کو آزادی کا "نعرۂ مردانہ" لگاتے دیکھا گیا ہے۔ مگر جب آزادی کا وقت آیا تو نہ احرار رہے نہ مودودی۔ آزادی کا سہرا کانگریس اور مسلم لیگ کے سر چڑھا۔ اگر آج علماء کا ذکر آتا بھی ہے تو ہیروؤں کی بجائے صرف حاشیہ نشینوں میں۔

جماعت اسلامی ہند ہندوستان کی جماعت اسلامی اسکی زندہ مثال ہے۔ انگریزوں کے زیر سایہ تو یہ لوگ حکومت الٰہیہ کا نعرہ بلند کرتے رہے۔ اور جب ہندوستان آزاد ہوگیا تو اپنی جدوجہد کو حکومت الٰہیہ کی بجائے (اقامت دین) کے نام سے موسوم کرنے لگے۔ مگر ان کے دم قدم سے اسلام کو کوئی تقویت ملی نہ ملک کو۔ کانگریس سے تو یہ جماعت ربھ ٹی ہے اس کے غم میں شریک ہوتی ہے نہ خوشی میں غرض ہندوستان

جماعت مودودی پاکستان کا حال بھی یہی ہے متحدہ ہندوستان میں تو یہ لوگ مسلم لیگ اور پاکستان کیخلاف سخت پروپیگنڈہ کرتے رہے لیکن جب دنیا کے نقشہ پر پاکستان کا رنگ ابھرنے آیا تو یہ وہیں پناہ لینے دوڑے۔ مگر وہاں پہنچ کے بھی ابھی تک کوئی تعمیری کام کرنے کی توفیق نہیں پائی۔ ان کی ساری توجہ عیب جوئی۔ حرف گیری اور نکتہ چینی پر مرکوز ہے۔ عوام میں انتشار و بے اتفاقی کی کیفیت پیدا کر کے لئے مودودی صاحب کی لیڈری کا رعب جمانا بس یہی ان کی تگ و دو کا حاصل ہے۔

اخوان المسلمین مصر و عراق میں بھی اس جماعت نے یہی کردار ادا کیا۔ "اخوان المسلمین" جنہیں یہ اپنا رفیق کار مانتے ہیں۔ اور جن کے ہر عمل کو مقدس جہاد سے تعبیر کرتے ہیں۔ زندگی بھر انگریزوں اور حکومت مصر کے خلاف تخریبی کارروائیوں میں مشغول رہی۔ مگر جب تعمیر و انقلاب کا وقت آیا تو دنیا نے اخوان کی بجائے "جنرل نجیب" اور "کرنل ناصر" کے نام سنے۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ ان معماران وطن اور انقلابی لیڈروں نے اقتدار پر آتے ہی اخوان المسلمین کو خلاف قانون قرار دیدیا۔ اور یہ اخوان والے جنہیں مودودی اور ان کے رفقاء مرد مجاہد کا خطاب دیتے ہیں۔ آج اپنے "نارواعمال" سے اتنے دہشت زدہ ہیں کہ جماعت اسلامی کے دارالعروبہ میں بھی وہ کھل کے کرنل ناصر کے خلاف "اخوان المسلمین" کی تائید نہیں کرسکے۔ جماعت اسلامی کے "دارالعروبہ" نے مجلس مذاکرہ کی جو روداد شائع کی ہے اس میں انہیں اخوانی لیڈروں سے یہ شکایت رہ ہی گئی۔

انقلاب عراق انقلاب عراق تو ابھی کل کی بات ہے اس میں کونسے مودودی یا اخوانی کا ہاتھ تھا بلکہ کرنل ناصر کی خود نوشت "فلسفۂ انقلاب" سے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ ملک میں انتشار۔ پراگندگی اور بد اعتمادی پھیلانے کا موجب بنے ہوئے تھے۔ اسی لئے عوامی انقلاب معرض التوا میں پڑا ہوا تھا۔ اور ابھی لوگوں کو یاد ہوگا کہ مفتی اعظم امین الحسینی جو اس دور میں "درجہ اول" کے مجاہد مانے جاتے تھے۔ انہیں جنرل نجیب کے عہد میں فرقہ بندی کے جرم میں ہی عہدۂ اقتدار سے الگ کیا گیا ——— اور پھر اسی فرقہ پرستی کا دوسرا ظہور جناب مودودی صاحب کی ذات سے اس وقت ہوا جب اہل سیاست اور دنیادار لوگ بھی تمام ہمدردان اسلام کو ایک پلیٹ فارم پر متحد رکھنے کی کوشش کررہے تھے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی روحانی آنکھوں سے علماء کی یہ حالت

باطنی" دیکھ کر یہ فرمایا کہ:-

منھم تخرج الفتنه و منھم تعود۔

یعنی ایک وقت آئے گا کہ انہیں علماء کا سینہ فتنوں کا مخرج اور معاد ہوگا۔

تو کیا بے جا فرمایا؟

مودودی صاحب کا مقالہ مجلس مذاکرہ کے لئے جو عنوانات مقرر کئے گئے تھے۔ ان میں سے پانچ کا میں نے اوپر ذکر کیا۔ اس کے لئے بعض اور عنوانات بھی تھے جیسے اسلام اور تمدن۔ و تحریکات وغیرہ مودودی صاحب اپنے حلقۂ احباب میں بیٹھ کر حکومت الٰہیہ کا جس شدومد سے نقشہ کھینچتے ہیں اور اقامت دین کا جیسا مدبرانہ گیت گاتے ہیں۔ اور حکمران طبقہ کو جس طرح اپنی دینداری کا طبل بجا بجا کے مرعوب کرتے ہیں۔ اسے دیکھتے ہوئے یہ خیال ضرور تھا کہ مودودی صاحب عنوانات بالا میں سے کسی عنوان پر اپنا مقالہ پیش کریں گے۔ اس لئے کہ حکومت الٰہیہ کا ان عنوانوں سے گہرا تعلق ہے مگر انہوں نے خلاف توقع اپنا مقالہ "جہاد" پر پیش کیا۔ اسکی وجہ اہل فہم پر روشن ہے۔ مودودی صاحب "اسلامی اسٹیٹ" کا جو نقشہ کھینچتے ہیں۔ اس پر "حلقۂ احباب" میں بیٹھ کر تو لن ترانیاں ہانکی جاسکتی ہیں۔ دوسرے نظام کے مقابلہ میں اس کو برتر بنا کر پیش کرنا ذرا دشوار ہے۔ ان کے "قصر اسلامی" میں داخل ہونے کے جو دروازے ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام ہے دروازہ "شبخون" یعنی یہ وہ دروازہ ہے جہاں سے غیر مسلموں پر رات کی تاریکی میں حملہ کیا جاتا ہے۔ دوسرا دروازہ ہے "دروازہ قتال" یعنی یہاں سے غیر مسلموں کے خلاف جارحانہ و معاندانہ حملے کئے جاتے ہیں "تیسرا دروازہ ہے" قتل مرتد "یعنی یہاں مرتد کو قتل کیا جاتا ہے۔ اور مودودی صاحب کے نزدیک ہر وہ شخص مرتد ہے جو ان کی حکومت الٰہیہ کا اطاعت گذار نہیں۔ اور چوتھے دروازے کا نام ہے "دروازہ اصول و مقاصد" یعنی یہ دروازہ ہے جہاں بیٹھ کر "اصول دین" کو "مقصد دین" پر قربان کیا جاتا ہے۔

اب سوچئے کہ ان دروازوں سے قصر اسلامی میں داخل ہونے کی کون ہمت کرے گا؟

ہم احمدیوں نے تو تلوار کے زور پر کوئی اسٹیٹ قائم کرنے کا بیڑا نہیں اٹھایا ہمیں تو اسلام نے فطرت سے محبت کرنے اور زندگی کو خوشگوار بنانے کا سلیقہ بتایا ہے۔ اور یقین جانئے کہ چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب اور پروفیسر محمد اسلم صاحب تو بڑی شخصیت کے مالک ہیں۔ جماعت

احمدیہ کا کوئی معمولی نمائندہ بھی ان عنوانوں کے ماتحت بہترین مقالہ پیش کرسکتا تھا

دارالعروبہ مجلس مذاکرہ میں ممالک اسلامیہ سے جتنے مندوب آئے تھے۔ انہیں جماعت اسلامی کے دارالعروبہ میں دعوتیں دی گئیں۔ اور جب اسکی رپورٹ مرتب کی گئی تو صرف یہ دیکھا گیا کہ ان کا تعلق "اخوان المسلمین" سے ہے یا نہیں۔ اگر اخوان سے ان کا تعلق ثابت ہوگیا تو ان کے علم و فضل۔ تقدس و طہارت اور حق گوئی و خدا پرستی کی شہادت مل گئی۔ جماعت اسلامی کے نزدیک ایمان و اسلام کا معیار بس اخوان المسلمین کی رکنیت ہے

دوسری بات جو اس رپورٹ میں ملحوظ رکھی گئی ہے وہ یہ کہ مودودی صاحب کی شخصیت جب یہ غالب ہے تو سبھوں کی نظر مودودی صاحب ہی ڈھونڈتی رہے۔ حالانکہ مجلس مذاکرہ کی رپورٹ سنتے ہی معلوم ہوتا ہے کہ ایک اچھے خاصے طبقے میں مودودی صاحب اتنے غیر مقبول ہیں کہ سرے سے مجلس میں ان کی شرکت کا مسئلہ ہی معرض بحث میں آگیا تھا۔ وہ لوگ پاکستانی نمائندے کی حیثیت سے مجلس میں ان کی شرکت کے شدید مخالف تھے۔

احمدیت کے خلاف مہم اس دعوت کی تیسری غرض یہ تھی کہ عرب مندوبوں کو جماعت احمدیہ کی طرف سے بدگمان کیا جائے۔ چنانچہ ان مہمانوں کے سامنے بار بار مودودی صاحب کے کتابچہ "قادیانی مسئلہ" کا ذکر چھیڑا گیا۔ اور ان کے اچھے تاثرات حاصل کرنے کی کوشش کی گئی پھر انہوں نے اپنی اس دعوت اور پروپیگنڈے کا اس یقین سے ڈھنڈورا پیٹنا شروع کیا کہ جب شام میں جماعت احمدیہ کے ممنوع ہونے کی اطلاع آئی تو مودودیوں نے اس کو انہیں عرب مندوبوں کی کوشش اور اپنے پروپیگنڈہ کا نتیجہ قرار دیا مگر اس خبر کی جو حقیقت تھی وہ معلوم ہوچکی ہے اسکی بنیاد محض کذب و افتراء پر تھی۔ اس سے جماعت اسلامی کے "معیار دین" اور "ارباب حل و عقد" میں اس کے اثر و رسوخ کا حال معلوم ہوجاتا ہے۔

تحقیقاتی عدالت دارالعروبہ نے عرب مندوبوں کی جو رپورٹ پیش کی ہے اس میں انہیں عقائد و خیالات میں متحد و متفق دکھایا گیا ہے اور اس بات پر اظہار مسرت کیا گیا ہے کہ مجلس مذاکرہ جسٹس منیر کا "حجرہ عدالت" بننے سے رہ گئی۔ حالانکہ مجلس مذاکرہ اور تحقیقاتی عدالت کے حجرے میں کوئی مناسبت نہیں جسٹس منیر کا "عدالتی کمرہ" ذبیح پر علماء دین کیلئے "عرصہ گاہ قیامت" سے کم نہ تھا اور وہاں ان کے نارواعمال پر اختلاف و تشتت کا جو سیاہ دھبہ لگا ہے۔ اسے مجلس مذاکرہ کیا سواد اعظم کی کوئی طاقت نہیں دھو سکتی کسی کے خلاف طنز و تعریض تو آسان ہے مگر اپنے عقائد و اعمال کا صحیح محاسبہ بہت دشوار ہے۔ جماعت اسلامی امت مرحومہ کے امراض کا علاج کرنے کھڑی ہوئی تھی لیکن سیاست کی جنوں کاری دیکھئے کہ اب وہی ان امراض کی پرورش اپنا جماعتی کارنامہ قرار دیتی ہے۔

غیر مسلموں میں تبلیغ اگرچہ مودودی صاحب اپنی خفیہ سازشوں کو دباتی وگا ہیں

اڑیسہ کے مایۂ ناز مقرر اور احمدیت کے فدائی

جناب مولوی سید صمصام علی صاحب مرحوم کے مختصر حالاتِ زندگی

(از مکرم سید غلام مہدی صاحب ناصر مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ)

جیسا کہ احباب کو اخبار بدر سے معلوم ہو چکا ہے کہ خاکسار کے والد محترم مولوی سید صمصام علی صاحب مرحوم سونگڑھی بعمر بکسا شہر میں ۲۹ مئی ۱۹۵۸ء بروز جمعرات اچانک سکتہ قلب کی بند ہو جانے سے اس دارِ فانی کو چھوڑ کر اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ وفات سے صرف چند روز قبل آپ کی قیمتی تقریر حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے اڑیسہ کے دورہ کے وقت پبلک جلسہ میں ہوئی تھی جو ۲۶ مئی ۱۹۵۸ء کٹک شہر کے ناری سدن ہال میں وزیر ترقیات شری رادھا ناتھ رتھ کی صدارت میں ہوئی تھی۔ اس جلسہ کی مفصل روئیداد اخبار بدر میں شائع ہو چکی ہے۔

والد صاحب مرحوم اپنے بڑے بھائی سید ممتاز علی صاحب مرحوم کی کوشش سے ۱۹۱۰ء میں داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے۔ اُس وقت والد صاحب مرحوم کلکتہ انگریزی پریس کے کمپوزیٹر تھے۔ مولوی عبد الرحیم صاحب ہزاروی مرحوم اور مولوی سید انعام رسول صاحب مرحوم سونگڑھی اور پروفیسر مولوی عبد القادر صاحب گیا گلگوی کی صحبت میں تربیت پائی۔ احمدیت میں داخل ہونے کے بعد ان میں نمایاں تبدیلی پیدا ہو گئی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ نے تبلیغی جوش اور اُمنگ پیدا کر دی تھی۔ اس کی وجہ سے کلکتہ میں ہی بنگالی زبان میں تبلیغ شروع کر دی۔ انگریزی پریس کلکتہ میں اچھا کام کرنے کے سبب حکومت نے والد صاحب مرحوم کو تین سال کے لئے بعہدہ میسوپوٹیمیہ بھیجا تھا۔ وہاں سے کلکتہ آکر اُنہیں اپنے وطن کی خدمت کا شوق پیدا ہوا۔ اُس وقت کلکتہ انگریزی پریس میں ہندوستان سے باہر کام کر کے آنے کے سبب دیگر کارکنوں سے ان کی پوزیشن بڑھ گئی تھی۔ اور کافی آمد تھی۔ مگر خدمت کا جذبہ اُنہیں کٹک شہر لے آیا۔ کٹک شہر آکر سرٹیفکیٹ کے مطابق پریس میں ملازم ہو گئے۔

دینی خدمات تعلیمی مشغلہ

اُسی زمانہ میں جماعت احمدیہ کیرنگ کے بعض ذمہ وار احباب کی درخواست پر دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے مستقل ملازمت کو چھوڑ کر جماعت احمدیہ کیرنگ کے مدرسہ میں مدرسی کے طور پر کام کرنے لگ گئے۔ والد صاحب مرحوم نے مدرسہ احمدیہ کیرنگ کو بہت ترقی دی۔ تقریباً ایک صد لڑکے تعلیم پاتے رہے۔ جن میں سے دو لڑکے دیہاتی مبلغ اور ایک مولوی فاضل کر کے قادیان سے آئے۔ اور بہت سے شاگرد فوج اور ضلع پولیس میں احسن طریق پر کام کر رہے ہیں۔ جماعت کیرنگ کے مقامی مبلغ اور پوسٹ ماسٹر معلم مدرسہ، معلم مکتب ان کی تعلیمی کوششوں کا نتیجہ ہیں۔

تربیتی مشغلہ

جماعت احمدیہ کیرنگ جو ہندوستان میں بڑی جماعت ہے وہاں پر والد صاحب مرحوم کی خدمتِ دین کی اُمنگ اور تبلیغی شوق کو پورا کرنے کا اللہ تعالیٰ نے سامان کر دیا۔ اُس زمانہ میں جبکہ مجلس خدام الاحمدیہ کا قیام نہ ہوا تھا۔ والد صاحب مرحوم نے جماعت احمدیہ کیرنگ کے نوجوانوں کو منظم کر کے اُن کی ایک مجلس قائم کی تھی جس کا نام خادمانِ احمدیت اور چھوٹے لڑکوں کی مجلس کا نام اطفال الاحمدیت رکھ کر اُن میں احمدیت کی تعلیم اور تبلیغی ٹریننگ دینی شروع کر دی۔ اُن نوجوانوں کو ہفتہ عشرہ کے لئے اپنے ساتھ لے کر اطراف میں پیغام احمدیت پہونچاتے رہے۔ جب سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کی تحریک پر مجلس خدام الاحمدیہ کا قیام ہوا۔ تو اُس وقت والد صاحب مرحوم نے جماعت احمدیہ کیرنگ کے نوجوانوں کو جو پہلے مجلس خادمانِ احمدیت میں تنظیم کے ساتھ کام کرنے والے بن گئے تھے حضور ایدہ اللہ کے ارشاد کی روشنی میں اُنہیں اور آگے قدم بڑھانے کی تلقین کی۔ اور ہمیشہ پانچ چھ خدام کا وفد بنا کر دس پندرہ میل کے اندر شمال و جنوب مشرق و مغرب کی طرف اپنے ساتھ لے کر تبلیغ کے لئے جاتے رہے۔ ان کو اس حسن انتظام اور خدا تعالیٰ کا فضل شاملِ حال ہونے کے سبب اس وقت حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کے دستِ مبارک سے سب سے پہلا انعامی جھنڈا خدام الاحمدیہ کیرنگ نے حاصل کیا۔

دینی مباحثات

والد صاحب مرحوم کے ساتھ مباحثات ہوئے۔ زگاؤں جو جماعت احمدیہ کیرنگ سے چار میل کے فاصلہ پر ہے غیر احمدی مولوی سے مباحثہ ہوا۔ اُنہوں نے اڑیہ زبان میں ایک تقریر اس موقعہ پر کی۔ جس سے ہندو مسلم احباب بہت متاثر ہوئے۔ اور احمدیت کو پسند کیا۔ غیر احمدی مولوی صاحب شرمندہ ہو کر فرار ہو گئے۔ اسی طرح تا پنگ نامی گاؤں جو کیرنگ سے تقریباً ۲۵ میل کے فاصلہ پر ہے غیر احمدی مولوی سے مناظرہ ہوا۔ ہندو دوں کے پنڈت اور متمول لوگ شامل ہوئے۔ والد صاحب مرحوم کی برجستہ تقریر ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے احمدیت کو فتح دی۔

والد صاحب مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے اڑیہ زبان میں تقریر کا خاص ملکہ عطا کیا ہوا تھا۔ طرزِ بیان کچھ ایسا دلکش اور مزاح بھرا ہوتا تھا جو گورنر، وزیر، اور راجاؤں تک کو متاثر کئے بغیر نہ رہتا۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے یوم النبی کا جلسہ کٹک شہر میں ہوا کرتا تھا۔ جس کی صدارت پٹنہ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس اور گورنر، چیف منسٹر اڑیسہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر نے کی۔ اِن جلسوں میں والد صاحب مرحوم احمدیت کی تعلیم پر تقریر کرتے رہے جس کو ان تمام مقتدر صاحبان نے سراہا۔ چنانچہ والد صاحب مرحوم و مغفور کی تقریر کی پسندیدگی کا نتیجہ تھا کہ شری ہری کرشن مہتاب سابق گورنر بمبئی اور چیف منسٹر اڑیسہ نے قرآن کریم کا اڑیہ زبان میں ترجمہ حکومت کے خرچ پر کروانے کا وعدہ فرمایا۔ اور یہ ترجمہ ہو بھی چکا ہے۔ صوبہ اُڑیسہ میں احمدیت کے آنے کے بعد سے اب تک اُڑیہ کی علاقائی زبان میں اسلام کی طرف سے بولنے والا وجود والد صاحب مرحوم جیسا کوئی نہ ہوا۔ آپ نے ہر سوسائٹی میں احمدیت کو پیش کیا۔ اور جو اعتراضات کا ایسے ڈھنگ میں جواب دیتے رہے جس سے سامعین اور سوال کنندہ کی تسلی ہو جاتی۔ اگرچہ والد صاحب مرحوم کی تعلیم صرف مڈل تک تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اُنہیں کافی ترقی کرنے کا موقعہ عطا کیا۔ جس کی وجہ سے اُڑیہ کا بڑے سے بڑا عالم بھی اُڑیہ زبان میں اسلام کی تائید میں بولنے کے لئے ان جیسا کوئی نہ ہو سکا۔ آپ نے اس ضعیفی کی حالت میں جبکہ میں جماعت احمدیہ کرڈاپلی تگریا اسٹیٹ میں مقیم تھا یہ خواہش ظاہر کی کہ اس علاقہ میں منظم طور پر تبلیغ کی جائے۔ چنانچہ اُن کی اس تحریک پر تیاری شروع کر دی گئی۔ جماعت احمدیہ کرڈاپلی کے معدود ذکیہ عہدیداران و اراکین مجلس خدام الاحمدیہ کے ساتھ چار یا پانچ یوم کے خور و نوش کا سامان لے کر تبلیغی وفد اسٹیٹ کے اطراف میں روانہ ہوا۔ والد صاحب مرحوم کی ہدایت کے مطابق ایک بڑے گاؤں کو مرکز بنا کر وہاں پر تمام سامان اور خورد و نوش کے انتظام کے لئے دو تین احباب کو چھوڑ کر یہ وفد پیدل روانہ ہوتا۔ ہر ایک گاؤں میں قدم رکھتے ہی والد صاحب مرحوم کی ایک نظم اڑیہ جس میں انبیاء علیہم السلام کے مبعوث ہونے کی غرض کو بیان کرتے ہوئے اس زمانہ کے موعود امام حضرت احمد علیہ السلام کی ہدایت کی طرف تمام کو بلایا گیا ہے خوش الحانی سے دو تین خدام ساتھ میں پڑھتے ہوئے گاؤں کے اندر ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچ جاتے۔ اور وہاں پر پانچ دس منٹ کے لئے قیام ہوتا۔ گاؤں کے تمام احباب اس اڑیہ نظم کو سنکر دوڑ پڑتے اور وہاں جمع ہو جاتے۔ خاکسار کلکی اوتار کی آمد پر پانچ دس منٹ تقریر کرتا اور والد صاحب مرحوم بھی تقریر فرماتے۔ اس کے بعد سوالات کے جواب دیکر دوسرے اور تیسرے گاؤں میں بھی اسی طرح پیغام احمدیت پہونچاتے۔

الغرض والد صاحب مرحوم کو تبلیغ کا جنون تھا جس کے سبب سفر و حضر، بیماری و تندرستی ہر حالت میں پیغام احمدیت پہنچاتے رہے۔ اور بار بار اس کا ذکر کرتے رہتے کہ ہمارا ملک اڑیسہ اُس پانی کا پیاسا ہے جس کو اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے ہمیں عوام کے سامنے اس کو پیش کرنا چاہیئے ہم کس طرح چین سے بیٹھیں۔ والد صاحب مرحوم پر کئی ابتلاء اور مصائب آئے۔ مگر آپ نے ان ایام کو صبر اور دعا کے ساتھ گذارا۔ احمدیت کی برکت سے احمدی احباب کے علاوہ کئی معزز و متمول ہندو احباب بھی والد صاحب مرحوم کو اپنے مکانوں میں برکت و دعا کی خاطر دعا کرنے کی درخواست کرتے جو والد صاحب مرحوم اُن کی درخواست کو قبول کر کے ان احباب کے مکانوں میں جا کر دعا فرماتے تھے۔ سونگڑہ کے غیر احمدیوں کی مخالفت کو دیکھ کر والد صاحب مرحوم نے اُنہیں اسبات کا چیلنج دیا کہ احمدی حقیقی مسلمان ہیں یا آپ لوگ پبلک میں ملکی زبان میں اسلام کو پیش کریں تا حق و باطل کا فیصلہ ہو جائے۔ مگر اس کے لئے والد صاحب مرحوم کے مقابل پر کوئی نہ نکلا۔ آپ کے ذریعہ کئی احباب کو ہدایت نصیب ہوئی۔ اور احمدیت میں داخل ہوئے۔

اعلان نکاح و درخواست دعا

(۱) میری ہمشیرہ زہرہ خاتون کا نکاح میر عبد المجید محی الدین پوری سے مبلغ ۱۰۰۰ روپیہ مہر پر بروز جمعہ مورخہ ۵ ستمبر بعد نماز جمعہ مولوی بدر الدین صاحب نے پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو بابرکت کرے۔ آمین۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اس عاجز کو مورخہ ۵ ستمبر بروز جمعہ چوتھا لڑکا عطا فرمایا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اُسکو صحت اور لمبی عمر عطا کرے اور خادم دین بنائے۔ آمین۔ خاکسار عبد الحلیم نائب احمدی سونگڑہ

منقولات

انارکی پن پر فخر

زعم وپندار کے لہجہ میں کہا گیا ہے :-

" ہندوستان کی ترقیاں قابلِ قدر ہیں وہ صدیوں کی غریبی کو مٹانے کی جدوجہد کر رہا ہے۔ اور مسئلے کی لمبائی چوڑائی کو دیکھتے ہوئے وہ کسی حد تک کامیاب بھی ہو گیا ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ شکر۔ کپڑا اور مٹی کے تیل وغیرہ کا خرچ بڑھ گیا ہے۔ لوگ خطوط بھی زیادہ لکھنے لگے ہیں۔ یہ وہ چیزیں ہیں جن کو لوگ اسی وقت استعمال کرتے ہیں جب پیٹ بھر جاتا ہے"۔

(عبارت کے اہم ٹکڑوں کو نقل میں زیر خط کر دیا گیا ہے)

یہی وہ "عطائیانہ" تشخیص مرض ہے جس پر طبیب حاذق کے ہر خادم کو حیرت ہی ہو کر رہتی ہے۔ خرچ میں زیادتی۔ غیر ضروری خرچ میں زیادتی۔ دلیل اسراف کی ہوئی۔ نہ کہ خوش حالی کی۔ اور اطمینان خاطر کی اور اسراف کی جانب لانے والا وہ نظام تمدن ہے جس نے اونچی جگہ "معیار زندگی کی بلندی" کو دے رکھی ہے! تخصیص ہندوستان کی نہیں۔ پاکستان ہو یا مصر۔ روس ہو یا امریکہ۔ جہاں کہیں بھی "غیر ذمہ دارانہ" نظام تمدن کی حکمرانی ہوگی یہی نتیجے ظاہر ہو کر رہیں گے"۔

"عوام" سے اگر واقعی ہمدردی ہے اور انہیں مفلسی اور ہر قسم کی معیشت زندگی سے نجات دلانا مقصود ہے تو اس کا مستقل اور حقیقی راستہ فلاں دریا کا پل تعمیر کر دینا یا فلاں جھیل کا بند باندھ دینا نہیں۔ بلکہ سب سے پہلے اور سب سے بڑھ کر دلوں میں خوفِ خدا اور آخرت کی جواب دہی کا احساس پیدا کرنا ہے۔ اس سے خود بخود یہ نتیجے برآمد ہوں گے کہ

(۱) رشوت کا لین دین موقوف ہو جائے گا۔ یہ نہ ہونے پائے گا، کہ ٹھیکیدار نے سامان خراب لگا دیا۔ اور انجینئر نے منظوری بے دیکھے بھالے دیدی۔

(۲) ہر بنیا اور غلّہ فروش۔ ذخیرہ اندوزی اور سیہ بازاری کو گناہ عظیم سمجھے گا۔

(۳) نفع فاحش اور گراں فروشی کا نام ونشان نہ رہے گا۔

(۴) دوسرے کی ضرر رسانی سے دل کانپ اٹھے گا۔

(۵) ایک طرف حرص وطمع، دوسری طرف حرص وبخل، سب کی جڑ کٹ جائے گی اور قناعت کی حکومت دلوں پر قائم ہو جائے گی جو تمنّو علاجوں کا ایک علاج ہے

(۶) خود غرضی جاہ پسندی، تمکنت تو ترفع کے بجائے۔ دوسروں کی نفع رسانی ہی مقصود زندگی بن جائے گی

(۷) "تنازع للبقا" اور "کش مکش" حیات کی جگہ خدمت خلق لے لیگی۔

(۸) انجن ڈرائیوروں اور موٹر کے ڈرائیوروں میں نہ صرف فرض شناسی کا احساس پورا پیدا ہو جائے گا بلکہ شراب اور ہر نشہ سے محتاط رہنے کے باعث حادثوں کا امکان زیادہ سے زیادہ گھٹ جائے گا۔

(۹) زور وجبر یا مکر وفریب سے دوسروں کی حق تلفی معصیت عظیم شمار ہونے لگے گی۔

اور افراد کے دل ودماغ کی ان اصلاحوں کے بعد اگر کہیں اجتماعی حیثیت سے۔ زکوٰۃ کا پورا قانون، تقسیم ترکہ میں پورا عدل، سود وقمار سے قطعی پرہیز بھی نافذ ہو گیا تو ہندوستان ہی نہیں دنیا کا ہر ملک وہ "جنت نشان" بن سکتا ہے۔ جس کی ہوا بھی عطائیوں اور انارکی دوا فروشوں کے دماغ کو نہیں لگی ہے۔ (صدق جدید ۲۹ ۸/۵۸)

بن بیاہی ماؤں کا فتنہ

واشنگٹن (امریکہ) کے شعبۂ اطفال کی نگران خاتون کیتھرین اوئنگ کی طرف سے شائع شدہ بیان مورخہ ۱۰ اگست ہے "امریکہ میں کنواری ماؤں کی تعداد میں اس تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے کہ اب یہ اس ملک کا سب سے زیادہ دردناک اور پریشان کن مسئلہ بن گیا ہے۔

۱۹۴۰ء میں کنواری ماؤں کے بطن سے ۹۰ ہزار بچے پیدا ہوئے تھے اس سال یہ تعداد ایک لاکھ ۴۱ ہزار تک پہنچ گئی! اور اس سال خیال ہے کہ یہ تعداد ۲ لاکھ تک پہنچ جائے گی

ہر پانچ ناجائز بچوں میں سے دو کی مائیں ۲۰ سال سے کم عمر کی ہوتی ہیں۔ . . . ایسے بچوں اور ان کی کنواری ماؤں کی کفالت کا انتظام ملک میں بہت ناکافی ہے۔ ناجائز بچوں کی ماؤں میں کم ہی ایسی ہوتی ہیں جو زچگی کے وقت خوش نظر آتی ہوں اور باپ تو ایسے موقع پر عموماً غائب ہی ہوتا ہے . . . . .

شکاگو کے میٹرنٹی ہسپتال (زچہ خانہ) کی منتظمہ مسز کلشٹین جس نے اس مسئلہ کا گہرا مطالعہ کیا ہے کہتی ہیں کہ . . . . کنواری ماں کا تعلق کسی بھی طبقہ اور کسی بھی گھرانے سے ہو سکتا ہے۔ وہ امیر گھرانے کی بھی ہو سکتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ بے مہری کے ماحول میں پڑی ہو۔ وہ اتنی کم سن بھی ہو سکتی ہے کہ کل ۱۰ سال کی ہو اور وہ ۵۰ سال کے پختہ سن کی عورت بھی ہو سکتی ہے"۔

یہ انتہائی "دردناک اور پریشان کن مسئلہ" (اور اس قبیل کے سارے "مسئلے") آخر کس نے پیدا کر دیا ہے! کسی نے جبراً اور باہر سے پیدا کر دیا ہے؟ یہ اگر تمام تر اپنے ہاتھوں کا پیدا کیا ہوا نہیں تو اور کیا ہے؟ —— اس کا پیدا ہونا کسی ایسے ملک میں ممکن ہے۔ جہاں

(۱) عقدِ نکاح سے باہر۔ ہر صنفی تعلق کو ایک سنگین معصیت سمجھا جاتا ہو۔

(۲) جہاں لاکھ تدبیروں سے ہر چھپائے چھپائے ہوئے تعلق پر سخت عذاب آخرت کا یقین ہو۔

(۳) جہاں کے دنیوی قانون میں بھی ہر ایسے جرم کی شدید ترین سزا موجود ہو۔

(۴) جہاں کی آبادی "بوائے فرینڈ" اور "گرل فرینڈ" کی خوشنما اصطلاحوں سے قطعاً بیگانہ ہو۔

(۵) جہاں نامحرم مرد وعورت کا آزادانہ میل جول۔ ہر سطح پر اور ہر درجہ میں ایک شدید معاشری جرم ہو۔

(۶) جہاں ہر عورت کا لباس پورا ساتر ہو اور نگاہیں نیچی رکھنا ہر مرد اور عورت کے لئے لازمی ہو۔

(۷) جہاں کی فضا فحش اور نیم فحش قسم کے ناول اور افسانے۔ شاعری راگ، تصویر، مجسمے۔ تھیئٹر اور سینما سے پاک ہو۔

(۸) جہاں مخلوط تعلیم، مخلوط تفریح، مخلوط غسل کا سایہ بھی نہ پڑنے پایا ہو۔

امریکہ ہو یا روس، برطانیہ ہو یا جاپان، ہندوستان ہو یا پاکستان ذرا تجربہ ہی کی غرض سے سہی اس نظام کو اپنے ہاں رائج کر کے تو دیکھے! (صدق جدید ۵ ۹/۵۸)

چند حقائق ومشاہدات

انگریزی معاصر "ہند" مدراس کا ایک ہندو مراسلہ نگار رقمطراز ہے۔ کہ ان دنوں ملک میں آدمی اور مویشی دونوں اپنی غذا کے حصول میں مسابقت کر رہے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ دونوں کو پیٹ بھر کر غذا نہیں مل رہی ہے، بس مویشی کی لازوال ضرورت ہے کہ بیل کھیت ان کے ذریعہ جوتے جائیں اور بھینس دودھ دہی کھانے کو ملے جہاں تک کھیتوں کو جوتنے کا تعلق ہے۔ ٹریکٹر وغیرہ ایسے زرعی آلات استعمال کئے جا رہے ہیں کہ اب کھیت جوتنے کے لئے مویشی کی بہت ہی کم ضرورت رہے گی۔ لیکن دودھ دہی کے لئے ہمیں گائے بھینس کی سخت ضرورت ہے۔ اس وقت ہمارے ملک میں جتنی گائے بھینسیں پائی جاتی ہیں ان سے ہماری بضرورت کما حقہٗ پوری نہیں ہوتی۔ اس لئے گایوں کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اور ان کی افزائش نسل کو بھی روکا نہیں جا سکتا۔ اس لئے؛ جب تک ہم غیر ضروری مویشی یعنی بیل بچھڑوں کو ختم نہیں کریں گے ہم مویشی کی روز افزوں تعداد پر قابو نہیں پا سکتے۔ اس خصوص میں موصولہ اعداد وشمار کے بموجب ملک میں بیلوں اور بھینسوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ جو چارہ کی قلت کی وجہ سے بھوکے مر رہے ہیں کیا یہ جانور پر رحم کرنا ہے؟ اسی طرح کیا ہم بوڑھی گائے بھینسوں کو بھوکا نہیں مار رہے ہیں کیا یہ "گاؤ ماتا" کے ساتھ رحمدلی کا برتاؤ ہے ایسی صورت میں ذبیحہ پر امتناع عائد کرنے کی آخر کیا وجہ ہے؟ جانوروں کا ذبح کرنا۔ ان کا اس طرح بھوک اور بیماری سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جانے سے بہتر نہیں ہے؟

(رہنمائے دکن بحوالہ الجمعیتہ دہلی ۵ ۹/۵۸)

"لائف آف محمدؐ"

انگریزی ترجمۃ القرآن کے دیباچہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے سیرت النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سیر حاصل نوٹ تحریر فرمایا ہے۔ جسے وکالت تبشیر ربوہ سے کتابی صورت میں الگ شائع کیا گیا ہے۔ اس کتاب پر اخبار صدق جدید مجریہ ۲۹ ۸/۵۸ میں ان الفاظ میں تبصرہ کیا گیا ہے۔

لائف آف محمدؐ (انگریزی) از مرزا بشیر الدین محمود صاحب خلیفہ جماعت احمدیہ۔ ۲۲۱ صفحہ۔ مجلد مع گرد پوش۔ پتہ۔ احمدیہ مسلم فارن مشن آفس ربوہ (پاکستان)

سیرت نبویؐ پر یہ ایک جامعہ کتاب "خلیفہ قادیان" مرزا بشیر الدین محمود کے قلم سے ہے۔ سارے واقعات زندگی کے ساتھ (جو خاصی تفصیل سے درج ہیں) سب سے زیادہ زور حضورؐ کے اخلاقی اوصاف پر دیا ہے۔ غیر مسلم اگر اس کا مطالعہ کریں گے۔ تو ضرور انہیں ذات مبارکؐ کے ساتھ گرویدگی پیدا ہو جائے گی۔ اور انگریزی خوان مسلمان پڑھیں گے تو وہ بھی اچھا ہی اثر لیں گے۔ شروع میں فہرست مضامین خوب مفصل ہے۔ کتاب جہاں تک کہ تبصرہ نگار اس کے سرسری مطالعہ سے اندازہ کر سکا ہے۔ تبلیغ احمدیت کے لئے نہیں۔ تبلیغ محمدیت کے نقطۂ نظر سے لکھی گئی ہے اور اختلافی مسئلوں کے چھیڑنے سے احتیاط برتی گئی ہے۔ کاغذ، جلد، چھپائی وغیرہ ظاہری لوازم بھی پسندیدہ ہیں۔

امریکہ میں تبلیغی مساعی

(بقیہ صفحہ ۶)

اور ایک طالب علم کو اسلام کے متعلق معلومات دیں۔

اس سہ ماہی میں مکرم مولوی نور الحق صاحب انور پاکستان کے لئے اور مکرم میر عبد الشکور صاحب کنزے جرمنی کے لئے روانہ ہوئے۔ اور مکرم مولوی عبد القادر صاحب ضیغم حلقہ نیویارک کا چارج لینے کے لئے تشریف لائے۔ اللہ تعالےٰ سب کا حافظ وناصر ہو۔ آمین۔

نومبائعین

سہ ماہی زیر رپورٹ میں پانچ احباب بیعت کر کے داخل اسلام ہوئے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں استقامت بخشے۔ اور امریکہ میں اسلام کی معجزانہ ترقی کے سامان پیدا کر دے۔ آمین۔

۳۱ اکتوبر ۱۹۵۸ء تک چندہ وقفِ جدید کا وعدہ پورا کرنیوالے احباب کے نام

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بغرضِ دعا پیش کئے جائینگے

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ ۵۷ء پر بمقام ربوہ کے موقعہ پر وقفِ جدید کا تفصیلی اعلان فرمایا تھا۔ اور حضور اقدس نے تحریک فرمائی تھی کہ

۱۔ جماعت احمدیہ کا ہر فرد کم از کم مبلغ ۱۲ روپیہ سالانہ چندہ اس سکیم کے ماتحت ادا کرے
۲۔ صاحب حیثیت دوست اپنی زمین کا ایک حصہ اس دینی غرض کے لئے وقف کریں۔
۳۔ دوست اس تعلیمی و تبلیغی غرض کے ماتحت اپنی زندگیاں وقف کریں

چنانچہ حضور اقدس کے ارشاد کی روشنی میں اس سکیم پر ہندوستان میں بھی عمل شروع ہو چکا ہے۔ اور اسکے مطابق احباب جماعت نے اس سکیم کے ماتحت چندہ جات کے وعدے بھی کئے ہیں اور زندگیاں بھی وقف کی ہیں۔

لیکن وصولی چندہ کی رفتار ابھی تسلی بخش نہیں ہے۔ کیونکہ سال کا نواں ماہ گذر رہا ہے۔ اور صرف تین ماہ باقی ہیں۔ یکم جنوری ۱۹۵۹ء کو وقف جدید کا نیا سال شروع ہو جائے گا۔ اس لئے بذریعہ اعلان ہذا احباب جماعت کی خدمت میں درخواست کی جاتی ہے کہ وہ جلد از جلد اپنے وعدہ جات کی ادائیگی فرما دیں۔ دفتر ہذا کی طرف سے یہ انتظام کیا گیا ہے کہ جو احباب اپنا وعدہ ۳۱ اکتوبر تک پورا کر دیں گے ان کے نام سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بغرض دعا پیش کئے جائیں گے۔ لہٰذا آپ جلد اپنے وعدہ کی ادائیگی فرما کر حضور اقدس کی بابرکت دعاؤں میں حصہ لینے والے ہو کر اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

دورہ مکرم مولوی عبد الواحد صاحب انسپکٹر تعلیم و تربیت

از ۲۲ $\frac{9}{58}$ تا ۱۴ $\frac{10}{58}$

جماعت ہائے احمدیہ جموں و کشمیر کی تربیت و اصلاح و رفع تنازعات کے سلسلہ میں مولوی عبد الواحد صاحب انسپکٹر تعلیم و تربیت کو دورہ پر بھجوایا جا رہا ہے۔ امید ہے کہ اس سلسلہ میں جملہ عہدیداران جماعت و مبلغین کرام ان سے تعاون فرمائینگے

تاریخ سفر	مقام	قیام	تاریخ سفر	مقام	قیام
۲۲-۹-۵۸	آسنور تا سرینگر	۱ دن	۱۱-۱۰-۵۸	سلواہ تا پونچھ	۱ دن
۲۴-۹-۵۸	سرینگر تا ہٹوٹ		۱۳-۱۰-۵۸	واپسی سفر پونچھ تا راجوری	
۲۵-۹-۵۸	ہٹوٹ تا بھدرواہ	۲ دن			
۲۸-۹-۵۸	بھدرواہ تا جموں	۲ 〃	۱۴-۱۰-۵۸	راجوری تا جموں	
۱-۱۰-۵۸	جموں تا راجوری بدھانوں	۲ 〃	۱۵-۱۰-۵۸	جموں تا پٹھانکوٹ و قادیان برائے شمولیت جلسہ	
۴-۱۰-۵۸	راجوری تا چارکوٹ	۳ 〃			
۸-۱۰-۵۸	چارکوٹ تا سلواہ	۲ 〃			

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

چندہ جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد میں ایک ماہ باقی رہ گیا ہے!

اگرچہ جماعتوں کو جلسہ سالانہ سے قبل چندہ جلسہ سالانہ بھجوانے کی طرف توجہ پیدا ہوئی ہے۔ اور جماعتوں کی طرف سے رقوم مرکز پہنچ رہی ہیں تاہم بھی درخواست ہے کہ جملہ جماعتیں چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی کی طرف پوری توجہ دیں۔ اور جلسہ کے انعقاد سے قبل چندہ جلسہ سالانہ مرکز بھجوا کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی منشاء مبارک کو پورا کر کے اللہ تعالیٰ سے ثواب کے حاصل کرنے والے ثابت ہوں

ناظر بیت المال قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے کشوف و الہامات کا مجموعہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے کشوف و الہامات کا مجموعہ عنقریب چھپ کر تیار ہو جائے گا اس مجموعہ میں حضور کے الہامات و کشوف درج کر کے بتایا گیا ہے کہ کس طرح وہ الہامات و کشوف پورے ہوئے۔ یہ مجموعہ ازدیاد ایمان کے لئے اکسیر کی حیثیت رکھتا ہے اسلئے ہر احمدی کے پاس اس مجموعہ کا ہونا ضروری ہے۔ یہ دوسروں میں تبلیغ کے لئے بھی ایک عظیم الشان ہتھیار ہوگا۔ اس لئے اپنے دوستوں اور عزیزوں کے لئے بھی زائد کاپیاں خریدنی چاہئیں۔

امراء و صدر صاحبان جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ مطلوبہ نسخوں سے فوراً مطلع فرمائیں۔ حجم اندازاً چارصد سے پانچصد صفحات قیمت صرف پانچ روپے علاوہ محصول ڈاک۔

ایسی اطلاعات جلد آنی ضروری ہیں تاکہ اس کے مطابق جلد ہی ریزرو کروالی جائیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

لازمی چندہ جات

احباب جماعت اور عہدیداران کی ذمہ داریاں

یہ ایک حقیقت ہے کہ ابھی ہمیں اسلام و احمدیت کی ترقی کے لئے بہت کچھ کرنا ہے۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کو تبلیغی، تعلیمی، تربیتی اور تنظیمی کاموں کی انجام دہی کے لئے بے انتہا اموال کی ضرورت ہے۔ ہر مخلص احمدی اس امر کو بخوبی سمجھتا ہے کہ یہ کام بدون مالی وسائل انجام نہیں پا سکتے نظارت بیت المال قادیان کی طرف سے ہر ماہ باقاعدگی سے چندے ادا کرنے اور اسی طرح بجٹ لازمی چندہ جات اور بعض دوسری طوعی تحریکات کے وعدوں کی سو فیصدی ادائیگی کے لئے جماعت کو اخبار۔ سائیکلو سٹائل تحریکات اور مرکزی نمائندوں کے جماعتوں میں دوروں کے ذریعہ توجہ دلائی جاتی رہتی ہے۔

نیز جماعتوں کے عہدیداروں کو بھی مذکورہ بالا طریق پر توجہ دلانے کے علاوہ ہر ماہ جماعتوں کے نسبتی بجٹ اور اس کے مقابل پر آمد چندہ جات اور پوزیشن بقایا سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی نسبتی بجٹ کے مطابق چندوں کی وصولی نہیں ہوئی۔ بجٹ سال رواں کے ابتدائی چار ماہ میں لازمی چندہ جات کا نسبتی بجٹ ۲۴۲ ۱۱۱ روپے بنتا ہے۔ لیکن اس کے مقابل پر ۸۰۵ ۳ روپے آمد ہوئی ہے جس سے ظاہر ہے کہ نسبتی بجٹ کے مقابل پر ۵۷ ۰ ۸ روپے کم آمد ہوئی ہے۔ اور آمد کم ہونے کی وجہ سے جماعت کے اہم کاموں کی تکمیل میں روک واقع ہونا لازمی امر ہے۔ احباب جماعت اور عہدیداران کے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے کہ کہیں ان کی عدم توجہ کے باعث جماعتی کاموں کو نقصان تو نہیں پہنچ رہا؟ مجھے امید ہے کہ آپ احباب اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے جلد از جلد سابقہ بقایا کو پورا کرتے ہوئے آئندہ ہر ماہ باقاعدگی سے چندے ادا فرمائیں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

ناصرات الاحمدیہ کا امتحان ۵ اکتوبر کو ہوگا

نگران ناصرات الاحمدیہ بھارت کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اسلام کی پہلی کتاب کا امتحان ۲۸ ستمبر کی بجائے اب ۵ اکتوبر بروز اتوار ہوگا۔ ناصرات الاحمدیہ کی بچیوں کو اپنی اپنی جگہ اطلاع کر دیں نیز بعض جگہوں سے ابھی تک امتحان کے لئے نام نہیں پہنچے۔ براہ مہربانی جتنی جلد ہو سکے نام بھجوا دیں۔ تاکہ امتحان کے لئے پرچہ جات بھجوائے جا سکیں۔

نوٹ:۔ ناصرات الاحمدیہ کی بچیوں کی عمر ۸ سے پندرہ سال تک ہے۔ نام بھجواتے ہوئے عمر ضرور لکھی جائے۔

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

فوری ضرورت

نصرت گرلز سکول قادیان میں ایک ٹرینڈ محنتی تجربہ کار اور قابل میٹرک معلمہ کی ضرورت ہے جو ہائی کلاسز کو جملہ مضامین ہندی میں پڑھا سکے۔ ٹریننگ یافتہ اور تجربہ رکھنے والی معلمہ کو ترجیح دی جائیگی تنخواہ حسب لیاقت دی جاوے گی۔

ہندی کا جاننا ضروری ہے۔ درخواستیں مع نقول اسناد وغیرہ ناظر تعلیم و تربیت قادیان کے نام مقامی جماعت کی وساطت سے آنی ضروری ہیں

(ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

شکرانہ فنڈ

انسان کا خاصہ ہے کہ وہ مختلف خوشی کی تقاریب پیش نکاح پر، شادی پر، بچہ کی پیدائش پر، مکان کی تعمیر، امتحانات میں کامیابی پر اور اسی طرح غموں سے نجات پانے اور حادثات سے محفوظ رہنے کے مواقع پر اللہ تعالیٰ کے حضور شکرانہ کے طور پر کچھ نہ کچھ نذرانہ پیش کرتا ہے۔ احباب کو چاہئے کہ ایسے مواقع پر مناسب رقم شکرانہ فنڈ کی مد میں کچھ نہ کچھ رقم ضرور بھجوایا کریں۔ یہ امر یقیناً اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا موجب ہوگا۔

ناظر بیت المال قادیان

اعلانِ دعا:- (۱) محترم شیخ محمد یعقوب صاحب بنیولی درویش ڈیڑھ سال سے بیمار چلے آرہے ہیں ٹانگوں میں چلنے کی طاقت مفقود ہوتی جارہی ہے اور کمزوری بڑھتی جارہی ہے اس کمزوری کے باعث چند روز قبل وہ چارپائی سے گر گئے [illegible] سنبھال سکنے کے باعث گر پڑے۔ مشرقی بنگال گئے ہوئے تھے وہاں ڈاکٹری علاج بہت ہوا۔ لیکن فائدہ نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ کو سب قدرتیں حاصل ہیں وہ احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (۲) حضرت قاضی محمد عبد اللہ صاحب [illegible] ناظر ضیافت ربوہ [illegible]

خبریں

چنڈی گڑھ ۱۵ ستمبر۔ پنجاب کے نئے گورنر شری این سی گیڈگل نے آج گیارہ بجے قبل دوپہر اپنے عہدہ کا حلف لے لیا۔ حلف دلانے کی رسم پنجاب ہائی کورٹ کے چیف جسٹس شری اے این بھنڈاری نے راج بھون کے صحن میں ایک خاص شاہانہ تقریب میں ادا کرائی۔ چیف سیکرٹری شری منگت رائے نے گورنری کی تقرری کا فرمان پڑھا۔ اس کے بعد انہوں نے حلف لیا۔ اس موقعہ پر [illegible] شری کیرون، [illegible] و دیگر وزراء [illegible] کورٹ کے جج، پنجاب اسمبلی کے [illegible] افسر اور سرکردہ شہری موجود تھے۔

نئی دہلی ۱۵ ستمبر۔ وزیر خوراک شری اجیت پرشاد جین نے آج راجیہ سبھا میں غذائی [illegible] پر بحث کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ حکومت کے لئے [illegible] مکمل کنٹرول کرنا اور اس کی راشننگ جلدی کرنا [illegible] لیکن آئندہ ہماری پالیسی یہ ہوگی کہ [illegible] پر کنٹرول کیا جائے۔ اناج کی [illegible] زیادہ بندی کی جائے۔ اور پیداوار [illegible] کے لئے رہنمائی کی جائے۔ میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہماری پالیسی یہ ہوگی کہ دیش کے اندر زیادہ سے زیادہ اناج کی پیداوار کی جائے۔ اور حکومت اناج کے کاروبار میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے۔ تاکہ سٹہ بازوں اور ذخیرہ اندوزوں کی سرگرمیوں کا مقابلہ کیا جا سکے۔ انہوں نے یہ بات واضح کر دی کہ ان لوگوں کے باوجود جنہوں نے زونل سسٹم کو درہم برہم کرنے کی کوشش کی تھی یہ سسٹم قائم رکھا جائے گا۔

انہوں نے کہا کہ پنجاب اتر پردیش اور بہار میں اناج کی قیمتیں گرنے سے امید کی شعاع دکھائی دینے لگی ہے۔ حکومت کے پاس موجودہ سٹاک اور حکومت کی طرف سے اناج منگوانے کے کئے گئے انتظامات سے نئی فصل آنے تک اناج کی مانگ بخوبی پوری کی جا سکے گی۔ شری جین نے کہا کہ امسال حکومت نے دیش کے اندر ۶۰۰ لاکھ ٹن گندم فراہم کی اور یہ کوئی معمولی کامیابی نہیں۔ انہوں نے اپوزیشن ممبروں سے اپیل کی کہ وہ غذائی مسئلہ کو سیاسی مسئلہ نہیں بلکہ قومی مسئلہ سمجھیں۔

تائیپیہ ۱۵ ستمبر۔ معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ امریکہ کی ایٹمی اسلحہ سے مسلح ہوائی فوج کا [illegible] یونٹ آبنائے فارموسا میں پہنچ گیا ہے۔ گو سرکاری حلقوں سے اس کی تصدیق نہیں ہو سکی تاہم ان حلقوں نے بتایا کہ اس حملہ آور یونٹ میں آواز کی رفتار سے بھی تیز چلنے والے [illegible] کا ہوائی جہاز اور جیٹ بمبار شامل ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ بمبار ایٹمی اور ہائیڈروجن بم لے جانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ چیانگ چین کے ایک فوجی ترجمان نے بتایا کہ امریکہ کے لڑاکے ہوائی جہاز ان جنگی ہوائی جہازوں کی جو جزیرہ قیموئے میں رسد اور سامان جنگ کی سپلائی پھینکنے جاتے ہیں بہت اونچائی سے حفاظت کرتے ہیں۔ گزشتہ ہفتہ فارموسا میں ایک امریکی فوجی ترجمان نے اعلان کیا کہ اب امریکہ نے رات کے وقت فارموسا کو اچانک حملوں سے بچانے [illegible]

بین الاقوامی مجلس مذاکرہ (بقیہ صفحہ ۸)

سے جماعت احمدیہ کے نمائندوں کو مجلس مذاکرہ کے اسٹیج پر آنے نہیں دیا۔ لیکن جماعت احمدیہ اس کے باوجود خدمت خلق اور خدمت دین کی نعمت سے محروم نہیں ہوئی۔ اپنے بھائیوں کی مجلس میں بیٹھ کر دوسروں کو کچھ صلواتیں سنا دینا اس وقت عام علمائے دین کا وظیفہ ہے کوئی کمال نہیں غیر مسلموں تک تبلیغ اسلام اور ان کے سامنے اسلام کے جسمانی۔ اخلاقی اور روحانی احکام کی برتری ثابت کرنا اصل کمال ہے۔ اور دارالعروبہ کی رپورٹ سے ظاہر ہے کہ جب ارکان جماعت اسلامی اخوانی لیڈروں کے درمیان بیٹھکر "عربی قہقہے" لگا رہے تھے اس وقت سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب دوسرے احمدیوں کے ساتھ غیر مسلم مستشرقین کے پاس جا جا کر انہیں پیغام اسلام پہنچا رہے تھے۔ اب اگر جماعت اسلامی عدل و انصاف کی صفات سے بالکل بے بہرہ نہیں ہو گئی تو خود سوچ لے کہ خوش نصیب کون ٹھہرا قہقہے لگانے والا یا غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کرنے والا؟

وفات مسیح دار العروبہ کی رپورٹ میں یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ شام کے مشہور [illegible] زرکا نے مصری مندوب سے "جامعہ ازہر" کے متعلق یہ شکایت کی کہ ماضی قریب میں "ازہر" کی طرف سے بعض ایسے فتاوی شائع ہوئے جو اسلام کے منافی ہیں۔ اور جنہیں علمائے اسلام رد کر چکے ہیں۔ راوی کی رپورٹ ہے کہ جامعہ ازہر پر یہ حملہ ایسا تھا جسے مصری مندوب کیا دوسرے شامی مندوب بھی برداشت نہیں کر سکے۔ ان سبھوں نے جامعہ ازہر کی طرف سے مدافعت کی اور شہادت دی کہ وہ عربی علوم کی ایک ایسی یونیورسٹی ہے جس کی تمام اہل عرب عزت کرتے ہیں ایسی مقبول عام یونیورسٹی پر زرقا صاحب نے حملہ کر کے اسکی توہین کی ہے کیا اسجگہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ماضی قریب میں "جامعہ ازہر" نے اس قسم کے جتنے فتاوی دیئے انہیں میں ایک فتوی وفات مسیح علیہ السلام کے متعلق بھی ہے یہ فتوی جامعہ ازہر کے علماء کی کمیٹی نے ایک احمدی عبد الکریم کے استفتار کے جواب میں دیا تھا۔ اور قاہرہ مصر کے ہفتہ وار اخبار الرسالہ میں مورخہ ۱۱ مئی ۱۹۴۲ء کو شائع ہوا تھا۔ اس فتوی میں صاف اقرار کیا گیا ہے کہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ نصوص قرآنیہ کے صریح خلاف ہے۔ قرآن پاک وفات مسیح کی تصدیق کرتا ہے [illegible] العرب کے دل میں جامعہ ازہر کی جو قدر و عزت [illegible]